

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶۵ مجلس کزیز مالانصار بھیر واداد عالیہ محمد کاترجہا قیمت ۱۹۰۰

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ماہنامہ شمس الاسلام

معاونین سے صر عوام سے عر طلبہ سے عر

بھیر پنجاب

جلد ۱۴ بھیر پنجاب جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق جون ۱۹۴۳ء نمبر ۵

| نمبر شمار | فہرست مضامین | صفحہ |
|---------------------------------------|---------------------------------------|------|
| ۱۔ فاروق اعظم | پروفیسر حکیم تاج الدین احمد تاج | ۲ |
| ۲۔ اطلاعات | از مدیر | ۳ |
| ۳۔ حاطب بن بلتہ القیس البدری کا مکتوب | از ملک محمد طفیل صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی | ۳ |
| ۴۔ قادیانی مذہب کی مختصر معلومات | از مولانا سید شاہ محمد عثمان غنی صاحب | ۷ |
| ۵۔ مشاجرات صحابہ | از مدیر | ۱۲ |
| ۶۔ گریہ و بکا | از سید محمد اصفیٰ صاحب شیعہ | ۱۵ |
| ۷۔ خاکساری قول و فعل | از مدیر | ۱۹ |
| ۸۔ مسٹر جناح کی محمدانہ مدح | مدیر سلمان لاہوری | ۲۴ |

سرخ پینسل کا نشان یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی ميعاد اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ وی بی آر سال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا۔ (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

فاروق اعظم رضی

(از ممتاز الاطباء پیر و فیسر حکیم تاج الدین احمد تاج صدر ادارہ عالیہ مجددیہ - لاہور)

نہیں حضرت عمرؓ سا بھی نبیؐ کا جانشین کوئی
مگر یہ سب فضیلت بعد ہے صدیق اکبرؓ کے
جہاں فاروق اعظمؓ مخواب ناز ہیں اس دم
وہ جس کے سایہ سے شیطان تنگ بھی بھاگ جاتا تھا
یہ داماد علی المرتضیٰؓ ہیں کچھ خبر بھی ہے
ہے تکیہ خشت خام ان کا نہ میں پر آپ سوتے ہیں
سفیر شاہ رومادیکھ کر حیرت زدہ سا ہے
سوار ناقہ خادم اور سپہ دل آپ چلتا ہو
رعایا کی خبر رکھتا ہو جو چھپ چھپ کے راتوں کو
اٹھا کر جو سردان کے لئے کاندھے پہ لاتا ہو
نبیؐ جن کے نبیؐ ہونے کے حق میں خود گواہی دیں
سمجھتا ہوں اسے پیشانی ابلیس بے شک میں

نہیں اسلام میں ایسا امام المسلمین کوئی!
عقیدہ ہے یہی دھوکا نہ کھائے کہیں کوئی
دکھا سکتا نہیں ہے عرش بھی ایسی زمیں کوئی
کہاں لائیگا پھر تاج نگاہ خشمگیں کوئی
وہ ظالم ہے جواب بھی معترض ہونکتہ چیں کوئی
کہیں ایسا بھی دیکھا ہے شہ دنیا و دیں کوئی
نظر کہتی ہے دیکھوں میں شہ مند نشیں کوئی
نہیں اس طرح کا دیکھا شہ گردوں نشیں کوئی
اور اس کے غم میں رکھتا ہو دل اندوہگیں کوئی
کہاں دیکھا ہے ایسا فاتح تاج و نگیں کوئی
نہ کیوں ان کی فضیلت پر کرے دل سے یقین کوئی
اگر فاروقؓ کے دہر نہیں جھکتی جہیں کوئی

خدا کے خوف سے اے تاج جو دن رات روتا تھا

کہاں سے لائیگا ایسا امام المتقین کوئی

اطلاعات

۱) کندر کوٹ ضلع جیکب آباد (صوبہ سندھ) میں فوج محمدی کے ارکان نے تبلیغی جلسے منعقد ہوئے اور خاکسار بیت کے فتنہ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

فوج محمدی کراچی کی سرپرستی میں کراچی میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے لئے متعدد مقامات پر جلسے منعقد ہوئے۔
دوران خان صاحب مولوی سرور احمد صاحب و حاجی غلام حسین صاحب نے خاص طور پر سرگرمی سے کام کیا۔

کراچی میں فوج محمدی کے حسب ذیل عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا۔ ناظم اعلیٰ دوران خان صاحب، نائب ناظم عاشق حسین صاحب۔
امیر العسکر مولوی سرور احمد صاحب، ناظم تبلیغ حاجی غلام حسین صاحب، قاضی عدالت مولوی غلام احمد صاحب، خازن حبیب خان ننگی خیل
(۲) چک ۷۷۷ گ ب ضلع لائل پور میں فوج محمدی کی جماعت قائم ہوئی۔ ۳۳ رضا کار بھرتی ہوئے۔ عہدہ داران کا بھی

انتخاب ہوا۔

۳۔ اس مصرع میں معنوی تسامح ظاہر ہے۔ (مدیر)

تایخ و عبر

حاطب بن بلتہ القیسی البدری

مکتوب قریش مکہ کے نام اور وحی الہی کا نزول

(از ملک محمد طفیل بی۔ اے۔ بی۔ بی۔ علیگ) ایل۔ ایل۔ بی۔)

”مٹھو علی بن آلیس“

علیؓ کا نام سنتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے اور چہرے کا رنگ بدل گیا۔ ابھی باتیں ہو رہی تھیں کہ علیؓ بھی آگئے۔ جرادہ نے انہیں دیکھتے ہی آگے بڑھ کر سلام کیا اور ان کے ہاتھ اور سینے کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔

”جرادہ وہ خط جو حاطب نے تجھے دیا تھا۔ لا مجھے دے“

جرادہ۔ ”حضور اس معاملہ کی کچھ اصل نہیں۔ آپ اپنے بھائی زبیرؓ سے پوچھ سکتے ہیں۔“

حضرت زبیرؓ۔ (آگے بڑھ کر) ”ابو الحسن میں نے اس کی سواری کی کافی دیکھ بھال کر لی ہے کوئی خط نہیں ملا“

حضرت علیؓ زبیرؓ میرے بھائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا ہے۔ جبریلؑ کی زبان سے کہا ہے اور جبریلؑ سوائے خدا کے حکم کے کوئی بات منہ سے نہیں کہہ سکتے۔ تم ذرا ہٹ جاؤ۔ تاکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جبریلؑ کی صداقت کو پرکھ لوں۔“

یہ سن کر زبیرؓ ہٹ گئے اور علیؓ جرادہ کی طرف بڑھ کر کہنے لگے۔

”جرادہ کیا تم جانتی ہو میں کون ہوں“

جرادہ ”اللہ کی قسم جانتی ہوں جیسا جاننے کا حق ہے“

حضرت علیؓ۔ ”میں کون ہوں“

جرادہ ”آپ صاحب العواطف العظام و المناہل الکرام علی ابن ابی طالب ہیں“

حضرت علیؓ۔ ”تو سچ کہتی ہے۔ بہن“

ارشاد نبویؐ پاکر علیؓ اور زبیرؓ نے ہتھیا ر سنبھال لئے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر مکہ کی طرف چل دیئے۔ ابھی گھوڑا ہی رستہ طے کیا تھا کہ حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا اگر اجازت ہو تو میں گھوڑے کو سرپٹ کر کے جرادہ کا راستہ روک لوں اور اس سے مکتوب چھین لاؤں۔ حضرت علیؓ نے اجازت دے دی اور وہ ہوا بونگے اور اسے چالیا اور قریب پہنچتے ہی لٹکار کر کہا

”جرادہ شہریات سنتی جا“

جب اس نے آواز سنی۔ تو سواری کو بٹھا کر نیچے آئی اور آپ کی طرف بڑھی حضرت زبیرؓ بھی گھوڑے سے اتر آئے جرادہ نے آپ کو سلام کیا۔ اور آپ کے ہاتھ چومے اور بولی

”بھائی کیا مجھ سے کوئی کام ہے“

حضرت زبیرؓ۔ ”ہاں۔“

جرادہ۔ ”وہ کیا“

حضرت زبیرؓ۔ جرادہ وہ خط لا جو تجھے حاطب بن بلتہ القیسی نے دیا ہے۔

جرادہ۔ ”حضور وہ کون حاطب ہے جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ میں تو اسے جانتی ہی نہیں اور نہ میں نے کبھی اسے دیکھا ہے۔ آئیے یہ میری سواری ہے اور سب سامان اس پر موجود ہے۔ دیکھ لیجئے“

یہ کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گئی اور حضرت زبیرؓ آگے بڑھے اور سب سامان الٹ پلٹ کرنے لگے۔ لیکن کوئی خط نہیں ملا۔ اب جرادہ نے جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت زبیرؓ نے اسے روک کر کہا۔

چنانچہ آپ نے ذیل کے اشارے:-

جرادۃ حلی متحرک تمھل
ولا تنکمری شیئاً فانی انا علی

ترجمہ:- جرادہ بال کھول کیوں دیر کرتی ہے اور اس بات سے انکار مت کر کیونکہ میں علی ہوں۔

ومنہ اخرجی لی ما یکون مخبأ
بامر رسول اللہ حقاً اسرلی

ترجمہ:- اور میرے لئے رسول اللہ کے سچے حکم سے وہ چیز نکال جو اس میں پوشیدہ ہے۔

کتا بابه سر لا عدا اثنا بدا
یخبرهم فیہ بامر لد جلی

ترجمہ:- وہ ایک خط ہے کہ جس میں ہمارے دشمنوں کے پاس راز کا اظہار ہے۔ طالب اس میں ان کو ایک بات کی اطلاع دیتا ہے جو اس کے لئے آشکارا ہے۔

ولا تتوانی فالجسام مجرڈ
فرا ساک ارمیہ والنار تصطلی

ترجمہ:- اور تو نہ رک اس لئے کہ تلوار سونٹی گئی ہے میں تیرا سر سے اس سے اڑا دوں گا اور تو آگ میں پڑے گی۔

وان تنطق لی عاجلاً شهادۃ
لرب العالمین والمصطفیٰ خیر مسل

ترجمہ:- اور اگر تو نے جلدی سے میرے سامنے رب العالمین اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بہتر رسول ہیں کلمہ پڑھ لیا۔

تفوز بجنات و حور تزینت
وولد انہا بالحسن والنور یتجلی

ترجمہ:- تو تو جنات میں فوز پائے گی جس کو حوروں نے زینت دی ہے اور غلام اس کے حسن اور نور کی ایذا دی

کا باعث ہیں۔

وتحطی بخیر العالمین محمد
واصحابہ اهل الوفا والتفضل

ترجمہ:- اور تو حصہ پائے گی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو جہاں)

سے بہتر ہے) اور آپ کے اصحاب کی درجہ سے (جو اہل دنا اور فضیلت والے ہیں)

جب جرادہ نے حضرت علیؓ کا یہ کلام سنا۔ تو وہ آپ کی طرف بڑھ کر کہنے لگی۔

”آپ کو اس بات سے کس نے آگاہ کیا ہے؟“

حضرت علیؓ نے مجھے میرے چچا کے بھائی کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کی زبان سے حکم رب العالمین اس سے مطلع فرمایا ہے۔“

جرادہ۔ ”آپ نے سچ کہا۔ یقین کے بعد شک کی گنجائش نہیں۔ اور ایمان کے بعد کفر کو جگہ نہیں۔ ہاتھ بڑھائیے میں

گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک اور بلا شریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں“

اس کے بعد اس نے خط نکال کر بوسہ دیا۔ اور حضرت علیؓ کے سپرد کر دیا اور عرض کیا:-

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی وساطت اور اپنے فضل و کرم سے راہ ہدایت کی توفیق دی ہے۔ اسی طرح آپ

بھی مجھ پر ایک مہر بانی کیجئے گا۔“

حضرت علیؓ نے ”وہ کیا“

جرادہ نے ”میرا جرم معاف کر دیجئے“

حضرت علیؓ نے تجھے خوش خبری ہو تو دنیا اور آخرت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے امان میں ہے۔ لیکن جرادہ میری بھی

ایک شرط ہے جو تجھے ماننی پڑے گی۔ وہ یہ کہ تو ان معاملات کے متعلق ایک حرف بھی قریش مکہ اور اپنے کنبہ والوں سے

نہ کہے۔ اور اگر تو نے ایسا کیا۔ تو گویا تو نے خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی۔ اور خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت ایک

گناہ عظیم ہے“

جرادہ ”حضور یہ شرط مجھے منظور ہے“

یہ کہہ کر جرادہ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور چلے جانے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ اشارہ پاتے ہی وہ چل دی۔ جرادہ کے مکہ کی طرف روانہ ہونے

بلتہ القیسی کھڑے ہوئے اور کانپتے ہوئے حضور کے سامنے آئے۔ جس پر آنحضرتؐ اور ان کے درمیان یہ گفتگو ہوئی:-

حاطبؓ - السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
رسول اللہؐ - ”وعلیکم السلام۔ اے شخص تو کون ہے؟“
حاطبؓ - میں حاطب بن بلتہ القیسی ہوں۔
رسول اللہؐ - کیا تم نے یہ خط لکھا؟
حاطبؓ - ”جی ہاں۔“

رسول اللہؐ - ”کس بات نے تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت اور ان کے راز کے افشاء پر مجبور کیا؟“

حاطبؓ - ”حضور میری عرض سن لیجئے۔ مجھے ایک دفعہ دوران سفر میں اہل مکہ کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا انہوں نے میری آؤ بھگت کی۔ اور جہانداری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ میں اس انتظار میں تھا کہ کوئی موقع ملے۔ تو میں ان کی اس تواضع کا بدلہ انہیں دوں۔ میں نے یہ خط اس خیال سے ان کی طرف لکھا۔ کہ کچھ تلافی ہو سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس سے اطلاع دے کر میری فیضیت کی۔ میں حضور کے سامنے حاضر ہوں۔ اور اپنے جرم کا اقرار کرتا ہوں جو سزا اللہ اور رسول میرے لئے تجویز کرے۔ مجھے اس سے سروا مخواف نہیں۔ میں خدا سے اپنے اس گناہ عظیم کے لئے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں حضور میں اس بات کا بھی اظہار کئے دیتا ہوں۔ کہ اسلام لانے کے بعد میں ہرگز کافر نہیں ہوا اور نہ ہی ایمان لانے کے بعد میں نے منافقت کی ہے۔“

حاطبؓ یہ الفاظ ختم کرتے ہی اس کثرت سے گریہ و زاری کرنے لگے کہ ان کی گھٹی بندھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا:-
”اے شخص اپنے گھر جا۔ اپنے جرم کی معافی لئے گریہ و زاری کر۔ میں اس وقت حکم ربانی کے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مہی جو چاہے گا تمہارے متعلق فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ بہت فیصلہ

کے بعد حضرت علیؓ - زبیرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرماتے لگے
”زبیرؓ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو کیسا پایا۔“

زبیرؓ (حضرت علیؓ کے سینہ کو بوسہ دے کر) ”بتائیے تو یہی آپ کو اس معاملہ کی کیسے خبر ہوئی؟“

حضرت علیؓ - (مسکرا کے) بھائی تمہیں یہ سب کچھ ابھی معلوم ہو جائے گا۔

اب یہ دونوں شاداں و فرحاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خط پڑھ کر سنایا جسے سنتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غضب آلودہ ہو گئے اور بلالؓ سے ”الصلوٰۃ الجامع“ کی منادی کے لئے فرمایا۔ منادی سنتے ہی صحابہ کرام جوق در جوق مسجد نبویؐ میں آگئے اور مخلوق کا اثر دھام اس قدر ہوا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھاٹی۔ اور دعا فرماتے کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور حمد و ثنا کے بعد فرماتے لگے

ایہا المسلمون الحاضرین الیوم کتب هذا الكتاب
الی اهل مکة یخبرهم بامر الله تعالى وبما عزمنا
عليه من غير اذن من الله تعالى واذ من رسول
فليقم طائفة من اهل داره حتى ارادوا عرفه
والا اقامه جبریل کرہا بامر رب العالمین۔

ترجمہ:- ”مسلمان حاضرین تم میں سے جس نے یہ خط اہل مکہ کو لکھا ہے۔ جس میں انہیں خدا اور اس کے رسولؐ کی اجازت کے بغیر اللہ کے حکم اور ہمارے ارادہ سے مطلع کیا گیا ہے۔ چاہیے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تاکہ میں اسے دیکھ لوں اور پہچان سکوں۔ ورنہ جبریلؑ علیہ السلام چار و ناچار رب العالمین کے حکم سے اس کا نام بتا دیں گے۔“

جب لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد سنا۔ تو ان میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ لیکن اسی وقت حاطبؓ

کرنے والا ہے۔

وَقَبْلَ تَضَرُّعِهِ وَبَكَاءِهِ وَقَبْلَ تَوْبَتِهِ وَغَفْرَ زَلَّتْهُ أَلَمًا
لَكَ فَإِنَّهُ مِنْ أَصْحَابِكَ - فَا رَسَلِ إِلَيْهِ مِنْ يَدِ بَشَرَةٍ
بِالتَّوْبَةِ وَقَبُولِهَا وَيَحْلُلِ مِنَ الشَّجَرَةِ وَيَأْتِي بِهِ إِلَيْكَ
فَا سْتَغْفِرْ لَهُ وَادْعَ لَهُ وَلِلْمَسَالِمِينَ ۝

ترجمہ: اے نبی کہدو۔ اے میرے وہ بند و جنہوں
نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ اللہ کی رحمت
سے مایوس مت ہو جیو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے
سب گناہ بخش دے گا۔ کیونکہ وہ بخشنے والا رحم کرنے
والا ہے۔ یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے اپنے بندے
حاطب بن بلتہ القیتی پر مہربانی کی ہے اور اس کی
تفريع گریہ و زاری قبول فرمائی ہے اور اس کی
توبہ منظور کر لی ہے۔ اور اس کا جرم اس وجہ سے
معاف کر دیا ہے کہ وہ آپ کے اصحاب میں سے ہے
پس آپ کسی کو اس کی طرف بھیجے کہ اس کی توبہ
کی قبولیت کے متعلق خوشخبری دے اور درخت
سے کھول کر اسے آپ کی خدمت میں لے آئے۔
آپ اس کے لئے استغفار کیجئے۔ اور اس کے اور
دیگر مسلمانوں کے حق میں دعا کیجئے۔

پیغام ربانی سنتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ
مبارک خوشی سے دمک اٹھا۔ اور آپ نے اصحاب کو یہ خوشخبری
سنا کر حکم دیا کہ فوراً حاطب کو قبولیت توبہ کا مژدہ سناؤ۔
اصحاب حکم پاتے ہی بھاگے ہوئے گئے۔ لیکن دروازہ پر
پہنچ کر انہوں نے حاطب ان کی زوجہ ان کے بچوں کی گریہ و
زاری سنی۔ تو بے ساختہ چلا اٹھے۔

ارْفُقْ بِنَفْسِكَ وَامْسِكْ عَنِ الْبَكَاءِ وَالنُّوحِ وَلَكَ الْبَشَارَةُ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِائِيلَ عَنْ رَبِّ
الْعَالَمِينَ جَلَّ وَعَلَا بِالتَّوْبَةِ وَقَبُولِهَا وَبِالْمَغْفَرَةِ وَرِضْوَانِ
وَقَدْ رَحِمْتَ بِجُودَةٍ وَكَرَمٍ وَنَحْنُ إِخْوَانُكَ أَصْحَابُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

پھر آپ نے مہاجرین اور انصار سے ان الفاظ میں خطاب کیا۔
”جب تک اللہ تعالیٰ اس کے معاملہ میں کوئی فیصلہ
صادر نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ملنا چلنا۔ کھانا اور پینا ترک کر دو۔
ارشاد پاتے ہی حاطب نے گھر کی راہ لی اور روتے
چلاتے چلے گئے۔ گھر پہنچے پر بیوی نے رونے کا سبب پوچھا
انہوں نے اس سے سب کچھ کہہ سنایا۔ وہ عقیقہ بھی گریہ زاری
میں ان کی حصہ دار ہوئی اور رونے لگی۔ حاطب بہت بچپن
ہو گئے اور صبر نہ کر سکے۔ اور گھوڑے کے باندھنے کا سا اٹھا
کر اپنے آپ کو درخت کے تنے کے ساتھ جو گھر کے صحن میں
آگاہ ہوا تھا۔ باندھ دیا۔ اور قسم اٹھائی کہ جب تک اللہ اور
اس کے رسول راضی نہیں ہوں گے نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا
اور نہ ہی سوؤں گا۔ بلکہ اسی طرح اپنے آپ کو بندھا رکھوں گا
اس کے بعد گریہ و بکا میں مصروف ہو گئے اور ان کی زوجہ
محترمہ اور ان کے بچے بھی ان کے ساتھ چلانے لگے۔ اور
اللہ تعالیٰ سے ان کی توبہ کی قبولیت کی دعا مانگنے لگے۔

اسی طرح بندھے ہوئے اور گریہ و زاری کرتے ہوئے
کئی دن گزر گئے یہاں تک کہ نقاہت کے آثار ان کے
جسم پر ہویدا ہوئے۔ اور بھوک اور پیاس نے ان کے
اوسان خطا کر دیئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو ان کی اس
حالت زبوں پر رحم آیا۔ اور ان کی توبہ قبول کی گئی جبریل
کو حکم ہوا کہ جاؤ اور رحمتہ للعالمین سے میرا سلام کہو۔ اور
یہ پیغام پہنچاؤ ”اللہ نے حاطب کا جرم معاف کر دیا ہے
اور اس کی توبہ اپنے فضل و کرم سے قبول کر لی ہے۔“

ارشاد خداوندی پاکر جبریل در دولت نبوی پر
حاضر ہوئے اور ان الفاظ میں پیغام ربانی پہنچانے لگے۔
قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ انْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا
مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ - إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ - اَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ جَاءَ بِكَرَمِهِ
وَفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ حَاطِبِ بْنِ بَلْتَعَةَ لِقَبْسِي

ترجمہ:- بھائی! اپنے نفس پر نرمی کر اور رونے اور نوحہ کرنے سے رک۔ کیونکہ تیرے لئے بنی کی طرف سے بشارت ہے۔ اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول کر لی ہے۔ اور تیرا جرم معاف کر دیا ہے اور تجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ ہم تیرے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ جو تجھے یہ مژدہ سنانے کے لئے آئے ہیں۔

ان کی زوہر محترم نے صحابہ کبار کا کلام سنا۔ تو وہ اور

ان کے بچے بھاگے ہوئے دروازے پر آئے۔ کوڑا کھول کر صحابہ کرام کو اندر آنے کی اجازت دی۔ حاطبؓ نے صحابہ کو دیکھ کر زور سے چیخ ماری۔ اور غش کھا کر گر پڑے۔ علیؓ نے بڑھ کے ان کے منہ پر پانی چھڑکا اور ہوش میں لائے پھر انہیں قید بند سے کھول کر خوشخبری سنائی۔ اور مصافحہ اور معافہ کیا۔ اور ان کی بیوی سے پانی لانے کو کہا۔ چنانچہ حاطبؓ نے غسل کر کے پاکیزہ کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔

مرئیات

قادیانی مذہب کی مختصر معلومات

(از مولانا سید محمد عثمان غنی صاحبِ ناظم امارت شریعہ بہار)

خالق کائنات نے ہادی عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسان کو امور خیر و شر بتائے اور قرآن حکیم اور سنت رسول عطا فرما کر ہدایت و ضلالت کے تمام راستے دکھا دیئے۔

اب انسان کی اپنی صحت عقل و سلامت فطرت پر موقوف ہے کہ جہل اللہ اور سنت رسول اللہ کو اختیار کرے اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے شخص کے اوعاد باطل کی طرف توجہ نہ کرے۔ جو وہ کتاب و سنت کے خلاف پیش کرتا ہو، یا خرابی عقل و نقص فطرت سے مضبوط ہو کہ ہر باطل کی اتباع کرنا شروع کر دے اور دوسروں کو بھی ضلالت میں مبتلا کرتا رہے۔

صفحات تبلیغ شاہد ہیں کہ ہر زمانہ میں جہاں ہادی و مہدی دین حق کی طرف دعوت دیتے رہے، کمال و فضل افراد بھی اپنے اوعاد باطل سے لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔ یہ بھی سنت الہی ہے کہ جو سرق و صداقت کے سامنے جھکنے

میں اپنی ہنگ سمجھتا ہے وہ عذاب الہی کی وجہ سے کذب و باطل کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جاتا ہے، جو خدا کے سامنے نہیں جھکتا وہ انسانی فلسفہ یا بے جان پتھروں کے آگے سر پٹکتا ہے۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دین حق کی طرف تمام عالم کو دعوت دیتے رہے، لیکن کتنوں نے اعراض و انکار کیا۔ لیکن جب میلہ کذاب اور دوسرے مدعیان نبوت نے باطل کی طرف بلایا، تو ان ہی منکرین حق نے ان کی دعوت کا ذہ کو بہ سرو چشم قبول کر لیا۔ ان میں سے میلہ کذاب وہ شخص ہے جس نے ختم نبوت کی تصدیق کی اور جو ایمان لایا لیکن آخر زمانہ نبوی میں جس وقت اس نے دعویٰ نبوت کیا، اور اپنے کو شریک فی النبوت قرار دیا تو حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تکذیب فرمائی اور اس کو کذاب کے لقب سے ملقب فرمایا۔ جس کی وجہ سے وہ آج تک تاریخ اسلام میں میلہ کذاب کے نام سے مشہور ہے۔

انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیا ہے کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر جائیں۔

(تریاق القلوب ص ۱۵۱ مرزا غلام احمد)

مرزا غلام احمد نے اپنے کو مصلح، مجدد مہدی، مسیح اور اس کے بعد نبی و رسول قرار دیا۔ ختم نبوت کا انکار کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دو سکے انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں کیں، اور ان کی توہین کی، قرآن مجید میں تحریف کی۔

مسلمان جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی تحریف، ختم نبوت کا انکار، اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے۔

جو شخص ان حرکات کا مرتکب ہو وہ مسلمان ہی نہیں رہتا ہے، اس لئے مرزا قادیانی اور اس کے متبعین مسلمان نہیں ہیں، بلکہ مرتد و کافر ہیں اور کسی کافر و مرتد کو نبی و ولی ہی نہیں۔ بلکہ مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے۔

مرزا قادیانی کی کتابوں سے مسلمانوں کی واقفیت کیلئے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں، ان کو پڑھ کر آپ دین اسلام سے مذہب قادیانیت کا علیحدہ ہونا اچھی طرح سمجھ لیں۔ حضرت علی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے اپنے کو افضل قرار دیتے ہوئے مرزا نے صحابہ کی توہین میں لکھا کہ ”یہ سوال کہ حضرت علی بنی کیوں نہ ہوئے اور دیگر

اہلبیت نے یہ مرتبہ کیوں نہ پایا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت علی یا دیگر اہلبیت کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کے وارث ہوتے۔ اور ضرورت زمانہ بھی متقاضی ہوتی تو ضرور وہ بھی نبوت کا درجہ پاتے۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ صفحہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

اور خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں اسی بزم ارتداد اور دعویٰ نبوت کی وجہ سے اس پر جہاد کیا گیا، اور جس وقت حضرت وحشی نے اس کو قتل کیا ہے تو انہوں نے خوش کر فرمایا کہ میں نے کفر میں ایک بہترین آدمی (حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا، آج حالت اسلام میں ایک بدترین شخص کو قتل کیا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مدعی نبوت اپنے کو مسلمان بھی کہے تو اس کو اور اس کے متبعین کو مرتد سمجھا جائے گا۔ اور مسلمان پر ان مرتدین کے ساتھ وہی معاملہ کرنا واجب ہو گا جو غیر القرون میں ان کے ساتھ کیا چکے ہیں۔ اگر مرزا کے قادیانی نے اپنے متبعین کو تعلیم دی ہے تو یہ دی ہے کہ جہاد بالسیف کو منسوخ کر دیا ہے۔

”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔“

(اربعین ص ۱۷)

”مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے“ درخواست بخدمت فکسٹ گورنر

پنجاب منجانب مرزا غلام احمد ص ۱۵۱ تبلیغ رسالت جلد ہشتم)

جس طرح تمام کاذبوں کے پیشوا و پیش رو میلہ کذاب نے پانچ وقت کی نماز کے بجائے، تین وقت کی نمازیں کافی قرار دیدی تھیں اور دو وقت کی نمازیں منسوخ کر دی تھیں۔ اسی طرح میرزا کے قادیانی نے جہاد کو منسوخ کر دیا۔

مرزا نے قادیان کے متبعین کا صرف ایک کام ہے جس میں وہ مکر و فریب یا جس طرح ممکن ہو لوگوں کو مبتلا کر کے برطانوی استعمار کی دعوت دیتے۔ ہتھتے ہیں اس کے سوا ان کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

میر میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور

شہابی زانی لکھتا ہے ”معیار المذہب مذہب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تو مرزا کو بغض خاص
ہے لکھتا ہے:-

”میں عیسیٰ سے بہت بڑھ کر ہوں“ (دافع البلاء)
”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد
ہے“ (دافع البلاء)

”آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ اور نہ تھا“
اس کے بعد بازاری گالیاں ہیں (ضمیمہ خاتم)
آتم ص ۱

مرزا نے تمام انبیاء کرام پر فضیلت کا دعویٰ کیا ہے۔
اُس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر
معجزات دکھائے کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں
جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ
سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا
رواں کر دیا ہے کہ باستانائے ہمارے نبی صلعم کے
باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت
کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے (تمہ حقہ لکھی)
یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اپنی فضیلت کا کھلا
ہوا دعویٰ ہے اور ان کی توہین ہے۔

اس جگہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبی
کر کے اپنی فضیلت ظاہر کی ہے۔ لیکن وہ دجال ہی کیا جو آپ
کے مقابلہ میں بھی فضل و برتری کا دعویٰ نہ کرے چنانچہ لکھتا

”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے
میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے
نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کیلئے
بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں“

(تمہ حقہ لکھی مطبوعہ مطبع میگزین قادیان صفحہ ۶۸)

تحفہ گولڈن یہ کے صفحہ ۱۰۸ میں لکھا ہے کہ ”تین ہزار مجوس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔“

”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین
سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر
ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ بعض
انبیاء سے بہتر ہے“ (معیار الاخبار اشتہار مرزا غلام احمد
قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۱)

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہما کی توہین کرتے ہوئے اپنے کو ان سرداران جنت سے
افضل قرار دیتا ہے۔ قصیدہ اعجازیہ میں لکھتا ہے:-

وقالوا علی الحسین فضلہ
فانی اویں کل ان وانصر
دما حسین فاذا کرا دشت
واللہ لیست فیہ منی زیادہ
والی قتل الحب لکن حسینکم
فقتیل العکک فالفرق اجل و اظہر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے (امام حسن و امام
حسین سے اپنے کو اچھا سمجھا) میں کہتا ہوں کہ ہاں میں افضل
ہوں میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔ مجھ میں اور تمہارے
حسین میں یہ فرق ہے کہ مجھ کو ہر وقت اللہ کی تائید و مدد
حاصل ہے۔ لیکن حسین (جن کو خدا کی مدد حاصل نہیں تھی)
کے لئے تم میدان کربلا کے واقعہ کو یاد کرو جس پر تم بے شک
روتے ہو، سوچو، اور بخدا اس میں (کوئی بات) مجھ سے
فضیلت کی نہیں ہے، میرے خدا کی گواہیاں ہیں پس تم
دیکھ لو اور میں کشتہ محبت ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا
کشتہ ہے پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔

ان سرداران جنت کی توہین میں اس سے زیادہ
اور کیا کہا جاسکتا ہے جو اصحاب کا ذب نے کہا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے کو حضرت آدم حضرت نوح حضرت
یوسف اور دو سکھ انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دیکر
ان کی توہین کی ہے اور بعض انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کو تو اس نے گالیاں تنک دی ہیں۔

”حضرت داؤد علیہ السلام کو اس نے فریبی مکار

کیا؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اپنی فضیلت ثابت کرنا نہیں ہے اور کیا اس سے آنحضرت صلیم اور دوسرے انبیاء کرام کی توہین نہیں ہوئی؟ اور کیا یہ انبیاء کرام کی شان میں بدترین گستاخی نہیں ہے توہین انبیاء کفر ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخری رسول ہیں آپ کے بعد دعویٰ نبوت بھی کھلا کفر ہے جس میں کسی تاویل کی گنجائش ہی نہیں اور اگر کی جائے تو باطل ہے۔

مرزا نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا جو حالہات بالا سے ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جن میں دعویٰ نبوت کے ساتھ نہ ماننے والے مسلمانوں کی تکفیر کی گئی ہے:

”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدارجات ٹھہرایا۔“ (داربعین ص ۷۷)
”جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو نہیں مانتا“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲)

”مجھے (کو) مسیح موعود نہ ماننے والا ویسا ہی کافر ہے جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ماننے والا“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲)

ان کوفیات کے علاوہ مرزا قادیانی نے تحریف قرآن کا ارتکاب کیا ہے۔

”مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔“ (غیمۃ خطبہ الہامیہ)
اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هو الذی ارسل رسولہ بالحدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔

(اعجاز احمدی ص ۷)

من بعدی اس کے احمد کا مصداق مرزا نے اپنے کو قرار دیا ہے (از اللہ الا وہام حصہ دوم ص ۲۵)

ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ یہ مرزا تحریف قرآن میں

اس طرح اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی اپنی فضیلت جٹائی ہے کہ آپ سے صرف تین ہزار مجروح ظاہر ہوئے اور مجھ سے تین لاکھ مجروح کا ظہور ہوا اس طرح میں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر سہ گونہ فضیلت رکھتا ہوں۔ (نور ذبا للہ من ذالک۔)

اتنے ہی پر اس نے بس نہیں کیا ہے بلکہ اپنے قصیدہ اعجازیہ میں لکھتا ہے۔

لخصفت القمر المیروان لی غنسا القرآن المشرقان انتکر (ترجمہ) اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔

یہ اردو ترجمہ بھی خود مرزا ہی نے کیا ہے۔ اس ترجمہ میں بھی گستاخی سے باز نہیں آیا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ ”غنسا“ لایا جو اپنے سے چھوٹوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ چونکہ اس شعر میں یہ شخص معنوی حیثیت سے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دے رہا ہے کہ آپ کے لئے صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے پاند اور سورج دونوں گرہن میں آئے۔ اس لئے میں آپ سے افضل ہوں۔ پھر ظاہری لفظ احترام کے لئے کیسے لاتا۔

مرزا نے اس سے بھی زیادہ بڑا دعویٰ کیا ہے اور فضل الحق عید البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کو کھیلے لفظوں میں اپنے سے کتر بنایا کیا ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک میرا اہام ہے۔ یعنی

میری نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان کچھ نہ بناتا (استغنیٰ ص ۱۲)

گویا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام اس مرزا کے طفیلی ہیں۔ (نور ذبا للہ من ذالک۔)

پھر کہتا ہے کہ:-

دانی عالم یوت احد من العالمین مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی۔ (استغنیٰ ص ۱۲)

بھی پورا کمال رکھتا ہے اور خصوصیات نبوی کا بھی ابطال کرتا ہے۔

اب تک آپ نے مرزا کے اقوال میں توہین صحابہ و انبیاء کے اقوال ملاحظہ فرمائے ہیں۔ لیکن مرزا نے قدم اس سے بھی آگے بڑھایا ہے اور کارخانہ الہی میں بھی اپنے کو شریک قرار دیا ہے اور قادر مطلق بنا ہے، اپنی وحی بیان کرتا ہے جو شیطان نے اس پر نازل کی ہے:

امراء اذا اردت شیئاً ان تقول له
کن فیکون - (حقیقۃ الوحی)

اس نے سورہ یسین کی ایک آیت کی تحریف کر کے اپنے کو خدا قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جس کو اللہ عزوجل نے اپنی عظمت و شان کے بیان میں ارشاد فرمایا ہے کہ ائما امرہ اذا اراد شیئاً ان يقول له کن فیکون - (اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرے اسے کہہ دے کہ ہو جا تو وہ فوراً ہو جائے گی۔

یہ مرزا کے بے شمار کفریات میں سے ہند ہیں۔ ان کو دیکھو اور مرزائیوں کے ادعا اسلام سے دھوکے میں نہ آؤ فقہ میرزاویت کے انسداد کی کوشش کرو۔ ناموس انبیاء و صالحین کو مرزا اور مرزائیوں کے ظلم سے بچاؤ ان محدود اور مرتدوں کے ساتھ مسلمان کو اشتراک عمل سے روکو۔

تم غور کرو جو شخص صحابہ کرام کی عزت نہ کرے، انبیاء کرام کو گالیاں دے، قرآن مجید میں تحریف کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت اور آپ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ لائے اور اپنے کو حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ امام حسینؓ اور دوسرے صحابہ کرام، انبیاء علیہم السلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دے۔ جو شخص قادر مطلق ہونے کا ادعا کرے، الوہیت میں شریک بن جائے وہ مسلمان بھی نہیں کہا جاسکتا۔ پھر وہ مجدد، ہادی، مہدی، مسیح، بنی کیوکر کہا جاسکتا ہے۔

اگر اس قسم کے کسی انسان کو مجدد، ہادی، مہدی، نبی

کہنا موجب کفر نہ ہوگا تو پھر ابو جہل، ابولہب، مسیلہ کذاب اور ان سب کے پیشوا ابلیس کو مقدس و منزہ من الخطا والنسیان ماننے میں کیا قناعت ہے۔ خصوصاً جبکہ مسیلہ اور مرزا اپنے دعادی میں بالکل یکساں ہیں۔

آخر ہر امر کے لئے کوئی اصول و ضوابط بھی ہونے چاہئیں یا ہر شخص جو اپنے کو مسلمان کہہ کر کارہائے شیطانی انجام دیتا رہے مسلمانوں کو گمراہ کرتا رہے آپ اس کو مسلمان کہہ کر خود اپنے لئے کفر و عذاب آخرت کا سامان کرتے رہیں گے اور اسلامی مملکت نہ رکھنے کے باوجود مذہبی افراد پر فتویٰ کفر کا الزام عاید کرتے رہیں اگر ان مرزائیوں کے دلوں میں مسلمانوں کی کچھ ہمدردی بھی ہوتی تو اس حال میں ان کی طرف سے یہ عافیت کی دعا، کچھ عافیت بھی پیش کر سکتے تھے مگر انہوں نے آج تک مسلمانوں کے معاملہ میں کبھی ہمدردی نہیں کی، بلکہ آج بھی اس گروہ کا پیشوا مسلمانوں کو کافر ہی سمجھتا اور کہتا ہے۔

تجب حضرت (مرزا صاحب) کی مخالفت کے باوجود انسان

مسلمان کا مسلمان رہا۔ تو پھر آپ (مرزا) کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوا؟ (تشیخ الاذیان بابت ماہ اپریل ۱۹۹۸ء)

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ (الوار خلافت صفحہ ۱۹)

اس کے بعد لوگوں کے لئے دو ہی صورتیں ہیں مرزا کے نبوت کی تائید و حمایت کریں۔ یا مخالفت کریں۔ دونوں کے درمیان کوئی راہ نہیں ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ قادیانی مرتدین کو مبلغ اسلام کہہ کر ان کے جلسوں کی شرکت اور حدارت سے رونق بڑھانی جائے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنایا جائے اور کہا جائے کہ ان کی تائید و حمایت نہیں کی جاتی۔ اور کہا جائے کہ جس طرح دوسرے غیر مسلموں کے جلسوں میں شرکت کی جاتی ہے اگر اسی طرح قادیانیوں کے جلسوں میں شرکت کی جائے تو کیا مضائقہ ہے ایسے لوگوں کو جاننا چاہیئے کہ عام غیر مسلموں اور مرتدوں میں بڑا فرق ہے۔

(۱) ہر کافر سے مصالحت و معاہدہ اور دوسرے معاملات کا تعلق جائز ہے۔ (۲) کسی مرتد سے کسی قسم کی مصالحت و معاہدہ اور

جلسوں کی شرکت اور ان کے جلسوں کی مصالحت جائز ہو سکتی ہے لیکن قادیانی یا دوسرے مرتدین کے جلسوں کی شرکت یا ان کے معاملات کا تعلق جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس فرق کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور نہ ایک ناراضی افراہ کی روداد سے کبھی گمراہ نہ ہوں وہاں جتنا کلام اللہ کی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔ اس بارے میں عام غیر مسلموں کو بھی بتانا چاہئے کہ قادیانیوں کی مصالحت و معاہدہ اور دوسرے معاملات کا تعلق جائز نہیں ہے۔

بحث و نظر در فضیلت

مشاہدہ شہداء

(۲)
(از مدلی)

اسی طرح جنگ جبل میں جو کہ سہائیوں کی شرارتوں کا نتیجہ تھی کامیاب ہونے کے بعد حضرت علیؑ نے شرکار جنگ اور حضرت عائشہؓ کی کتنی خاطر مدارات کی۔ چنانچہ تاریخوں میں لکھا ہے "امیر المومنین علیؑ (حضرت عائشہؓ) عاری کے قریب تشریف لے گئے۔ دریافت کیا۔ کیف انت یا امی (اے ماں آپ کیسی ہیں) جواب دیا الحمد للہ خیریت سے ہوں، پھر امیر المومنین نے کہا یغفر اللہ لک (اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر کرے) ارشاد فرمایا واللہ ایضاً آپ سے بھی اللہ تعالیٰ درگزر کرے" (ترجمہ ابن خلدون ص ۳۱۶)

فریقین کے زخمی مقتولوں سے علیؑ ہر کر کے شہر میں لائے گئے۔ مقتولوں کے ملاحظہ کو خود امیر المومنین میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ کعب بن سور۔ عبدالرحمن بن عتاب اور طلحہ بن عبید اللہ کی لاشوں کو دیکھ کر فرمایا۔ افسوس! لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر حفظ عوام الناس نے خروج کیا تھا حالانکہ ان میں یہ لوگ بھی موجود ہیں۔ پھر آپؑ نے دونوں فریق کے مقتولوں کو جمع کر کے نماز پڑھی۔ دفن کرایا۔ اور ہاتھوں کو یکجا کر کے ایک دوسری بڑی قبر میں مدفون کئے جانے کا حکم دیا۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال داسباب تھا۔ جمع کر کے جامع مسجد میں لائے۔ اور یہ منادی کرائی کہ جو شخص اپنے مال داسباب کی شناخت کر لے اگر لے جائے و ترجمہ تاریخ ابن خلدون ص ۳۱۶) اب آپ انصاف سے بتلائے کہ کیا میدان جنگ میں ان واقعات سے زیادہ کسی اور طرح بھی رحم کا مظاہرہ ہو سکتا؟ جنگ صفین میں بھی طرفین نے ایک دوسرے کے قیدیوں کو قیدی نہیں بنایا۔ چنانچہ "دوران جنگ میں

امیر المومنین علیؑ کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ معاویہؓ نے اس کو رہا کر دیا۔ ایسا ہی امیر المومنین علیؑ نے معاویہ کے قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا، و ترجمہ ابن خلدون ص ۳۱۶) اسی طرح سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اہل صفین یعنی متبعین امیر معاویہ کو سب کر لے اور برا کہنے سے منع فرمایا (نہج البلاغہ ص ۳۲۶) منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند امام احمد جلد ۵ مطبوعہ مصر ص ۳۲۶) میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صفین کے قیدیوں کو بلا قرض رہا اور امیر معاویہؓ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے لئے بانی و اگذار کرنا اور حضرت علیؑ کا لا کھڑو امراء بہ فرمانا مذکور ہے علاوہ ازیں قیصر روم نے ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علاقہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ امیر معاویہؓ نے اُسے کہنا بھیجا کہ یہ ہلکا سپاہی جو حضرت علیؑ کے لشکر سے تیرے مقابلہ کو نکلے گا اسکا نام معاویہ ہوگا۔ ہم نے جہاں اپنے مسلمات سے الزام رفع کیا ہے وہاں نہج البلاغہ سے بھی حجت قائم کی ہے۔ اگر ان روایات پر آپ کو اعتماد نہیں تو خدا را خود ہی آیت قرآنہ رحمانیم کے مصداق بتلائیں۔ ہماری پیش کردہ روایات قرآن کی مصدق ہیں۔ جو روایات قرآن کے خلاف ہوں وہ مردود ہیں۔

جعفری صاحب آگے لکھتے ہیں :-

ابن تیمیہ نے رد منہاج الکرامہ میں لکھا ہے کہ قاتل عمار بن یاسر ابو الخادویہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے تحت شجرہ بیعت کی۔ چنانچہ ابن عساکر وغیرہ علمائے اہلسنت نے ذکر کیا ہے :-

معلوم نہیں رد منہاج الکرامہ نام کی کوئی کتاب ابن تیمیہ کی ہے جس میں جعفری صاحب نے ابو الخادویہ کو قاتل عمارؓ لکھا

بھی نہ راہروی ہے ابن خرم اور دوسرے علمائے سنت کی کسی مستند کتاب کا حوالہ بھی نہیں دیا گیا پس ہم بلا تحقیق کس طرح مان سکتے ہیں آگے جعفری صاحب فرماتے ہیں۔

”اصحاب الشجرہ میں صاحب الجمل الاحمر بھی تھا جعفری صاحب کا مقصد یہ ہے کہ اصحاب الشجرہ میں صاحب الجمل الاحمر بھی داخل تھا اور وہ منافق ثابت ہوا ہے لہذا سارے اصحاب الشجرہ رنوذ باللہ منافق اور ناقابل اعتماد ہو گئے۔ واقعی اچھی منطق ہے غالباً جعفری صاحب ہم سے اس قسم کی منطقی دلیلوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اور یہ فلسفہ اور یہ منطق ان کو صحابہ کے متعلق حق ظن قائم رکھنے سے مانع ہے۔

صحیح روایتوں کی بنا پر صاحب الجمل الاحمر حدیث میں بیعت کرے والوں میں شامل نہیں۔ روایتیں ملاحظہ ہوں۔

قال ابو بکر الحمیدی حد ثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الذبیر حد ثنا جابر بن عبد اللہ عار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس بن قیس ہے کہ وہ اپنے اونٹ کے نبل میں اپنے آپ کو چھپا رہا تھا

من ایقال له الجذب بن قیس مجذباً تحت البطیروہ روی ابن حاتم عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل من بائع تحت الشجرۃ کلہم الجنة الا صاحب

الجمل الاحمر قال فانطلقنا بڑھ رہے تھے ایک شخص تھا۔ نہتہ کا فاذا رجل قد اصل بعمرہ فقلنا تعال فبايع قال صییب بعیر احب الی من ان بايع

ہوا پایا۔ غالب خیال ہے کہ کتاب تو خود کوئی دیکھی نہیں کہیں نظر سے یہ حوالہ گذرا اور آپ نے بھی لکھ مارا اور اسی پر اپنی بد اعتمادی کی ساری عمارت قائم کر لی ابن تیمیہ کا کوئی اس قسم کا قول ہم بلا سند کیسے تسلیم کریں گے۔ جبکہ عمار بن یاسر کے قاتل کا کسی معتبر تاریخ میں نام مذکور نہیں۔ اور یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ کس نے اس کو شہید کیا ہے۔ تاریخوں میں جہاں کہیں اس واقعہ کا ذکر ہوا ہے۔ اتنا ہی لکھتے ہیں۔ عمار لڑتے لڑتے شہید ہوئے؟ (ابن خلدون ص ۳۱۶) گرد و عود معاویہ سر چار تن بودند و عمار و ہاشم را اندر میاں گرفتند و بکشتند (طبری صفحہ ۸۰ جلد ۴) اور اسی طرح آپ کی کتاب کتاب الامامہ میں ہے۔ فالتقی علیہ سرجلان فقتلاه واقبلہ برأسہ الی معاویۃ یتنازعان فیہ کل یقول انا قتلته فقال لہما عمر بن العاص واللہ ان تتنازعان الا فی النار (ص ۱۱۱ ج ۱) دو آدمیوں نے اس پر حملہ کر کے قتل کیا اور اس کا سر حضرت معاویہ کے پاس لائے۔ دونوں آپس میں جھگڑا رہے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ عمر بن العاص نے ان کو کہا۔ واللہ تم دونوں دوزخ کے لئے آپس میں لڑ رہے ہو۔

پس حضرت عمار کے قاتل کا نام یقیناً ابوالغایہ قرار دے کر اس پر یہ بیحد مرتب کرنا کہ وہ اصحاب الشجرہ میں تھا اور اصحاب الشجرہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں قطعاً مناسب نہیں ایک طرف ہم تو لفظ اللہ علی المصنوع الایہ جیسی قطعی قرآنی دلیل پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ فرضی اور ظنی چیزیں پیش کر کے اس قطعی حکم کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور ابوالغایہ کو اصحاب الشجرہ میں سے قرار دینا

لہ ابو الغایہ کسی صحابی کی کنیت نہیں۔ البتہ اسد الغابہ اور استیعاب میں ایک صحابی ابو غایہ کا نام مذکور ہے۔ غالباً اسی کو جعفری صاحب نے ابوالغایہ سمجھا۔ ابوغایہ نے واقو صدیقیہ کے بعد جنگ بنو کے زمانہ میں حالت صغر سنی میں اسلام قبول کیا۔ وہ نہ تو اصحاب الشجرہ میں سے ہے۔ اور نہ ہی قاتلان عمارؓ میں سے ہے۔ (مدیر)۔

وقال عبد الله بن احمد عن
 جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله
 عليه وسلم انه قال كلكم مغفورا
 له الا صاحب الجمل الاحمر
 فقلنا تعالى ليستغفر لك
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فقال والله لان اجزا لي
 احب الي من ان يستغفر
 لي صاحبكم فاذا هو رجل
 ينشد ضالة (روايات مقوله
 تفسير ابن كثير ج ٢ ص ١٨٥)
 اسی طرح شنوا ہمارے نبوت
 پر تصریح موجود ہے کہ صاحب
 سے انکار کیا

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جہن قیس صاحب جبلِ عمر اپنے اونٹ کی تلاش میں پھر تارا اور یہی بہانہ بنا کر بیعت میں شامل ہوا اور شارحین حدیث لکھتے ہیں الا صاحب الجمل الاحمر میں استثناء منقطع ہے متصل نہیں۔ یعنی وہ تابعین میں داخل ہی نہیں۔ اصحاب الشجرہ کے فضائل و مناقب میں پیش کرنے کیلئے قرآن کی یہی آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین ہی کافی ہے۔ مگر چند حدیثیں بھی اس بارے میں سنئے جن سے یہ بات قطعی معلوم ہوتی ہے کہ اصحاب الشجرہ جن کی تعداد ۱۴۱ سو تھی جنتی ہیں اور حضور نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے اور سنی روایتوں کے علاوہ خداوند عالم نے شیعوں کے ہاتھوں بھی یہ لکھوایا ہے۔

۱۱) عن جابر بن عبد الله قال: كنا نرى
 الحديبية القادار بعامة
 فقال لنا رسول الله صلى
 الله عليه وسلم
 انتم خير اهل الارض

اليوم -
 (۲) قال الامام احمد عن
 جابر بن عبد الله عن رسول الله
 صلى الله عليه وسلم انه
 قال لا يدخل النار احد
 ممن بايع تحت الشجرة
 (۳) عن جابر بن عبد الله
 اخبرني اُمّ بشار انها
 سمعت رسول الله
 صلى الله عليه وسلم
 يقول عند حفصة
 رضي الله تعالى عنها
 لا يدخل النار ان شاء
 الله تعالى من اصحاب
 الشجرة الذين بايعوا
 تحتها احد قالت بلى
 يا رسول الله فانتزها
 فطالت حفصة رضي
 الله عنها وان منكم
 الا وارهها فقال النبي
 صلى الله عليه وسلم
 قد قال الله تعالى
 ثم نجي الذين اتقوا
 ونذر الظالمين فيها
 جثيا (سورة مسلم)
 (تفسير ابن كثير جلد ۴)
 کہ آنحضرت فرمود ہر
 در زیر شجرہ بیعت کردہ
 اس شیعہ مفسر نے
 ان سب لوگوں کے حق

والموں میں تم بہتر ہو حضرت جابرؓ
کی روایت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔
جس نے مشعرہ کے نیچے بیعت کی
ہے اُن میں سے کوئی بھی دوزخ
میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت جابر رضی فرماتے ہیں کہ مجھے
ام بشار نے خبر دی ہے کہ اس نے
سنا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت حفصہؓ کے سنا
فرما رہے تھے کہ جن لوگوں نے
شجرہ کے نیچے بیعت کی ہے انشاء
آن میں سے کوئی بھی دوزخ میں
نہ جائیگا۔ اس نے کہا: کیوں نہیں
یا رسول اللہ آپ نے اسے جھڑکا۔
تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں تم میں سے ہر کوئی وہاں داخل
ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی
فرمایا ہے کہ پھر ہم پر سبز کاروں کو
بخات دیں گے اور چھوڑ دیں گے
گنہگاروں کو اس میں اوندھے
گرے ہوئے۔“

اب شیعہ مفسروں کی بھی
 سنئے ”علامہ کاشانی“ شیعہ مفسر
 اس آیت کی تفسیر یوں لکھتا ہے
 ”خ نرو دیک کس ازاں مومنان کہ
 (منقول از آیات بنیات ج ۲۵)
 بوصاف فیصلہ فرمادیا کہ جنت کی بنیاد
 میں ہے جو موت میں شریک ہوئے۔“

میں شامل نہیں ہوا تھا۔ اور بیعت کی روایت میں الاحب بن قیس میں استثناء قطع ہے۔ جیساکہ معلوم ہو چکا۔ ہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ اصحاب الشجرہ میں سے کوئی بھی منافق نہ تھا۔ صاحب جبل احمر اصحاب الشجرہ یعنی مبایعین میں شامل ہی نہیں۔ پس جعفری صاحب کا اس کو اصحاب الشجرہ میں سے از خود قرار دے کر اعتراض کی تمہید باندھنا ہرگز صحیح نہیں نیز جعفری صاحب لکھتے ہیں کہ ابن عدیس رضی اللہ عنہ قتل عثمان میں شریک تھے۔ حالانکہ یہ تاریخچہ لحاظ سے قطعاً صحیح نہیں۔ موضع صرف یہ لکھتے ہیں کہ مصر سے جو گروہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہلی دفعہ شکایات لے کر حاضر ہوا تھا۔ اس کے رئیس ابن عدیس تھے۔ مگر ابن عدیس کا قاتلین میں سے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جس گروہ نے قتل میں حصہ لیا۔ اس کے رئیس محمد ابن ابی بکر تھے۔ ابن عدیس رضی اللہ عنہ کا اس گروہ سے تعلق نہ تھا۔

(باقی دارد)

اور دوسری روایت ترجمہ اس کشف الغمہ کی ہے از جابر بن عبد اللہ انصاری است کہ مادران روز ہزار و چار صد کس بودیم دران روز من از حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدم کہ آنحضرت خطاب بکاھضراں نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل روئے زمین اید۔ و ماہم دران روز بیعت کردیم و کہے از اہل بیعت نکشت نہ نمود مگر قید بن قیس کہ اُن منافق بیعت خود را شکست، (منقول از آیات بینات صفحہ ۲۵ جلد ۱) اس روایت سے چند فائدے حاصل ہوئے اول یہ ثابت ہوا کہ بیعت کے وقت چودہ سو صحابی موجود تھے جن کے ایمان اور اسلام کی خبر خدا دیتا ہے کہ فعلہ مافی تلوہم اور ان کی شان میں لقدر رضی اللہ عن المؤمنین دوسرے یہ کہ حضور نے ان کی نسبت فرمایا کہ تم بہترین اہل زمین ہو تمیر کہ یہ کہ ایک منافق کے سوا کسی نے بیعت نہیں توڑا۔ یہ سب باتیں واقعات کے موافق ہیں صرف ایک منافق کا بیعت توڑنا مستند روایتوں کی بناء پر صحیح نہیں۔ کیونکہ قید بن قیس جن کا نام سنی روایتوں میں جہن قیس ہے سرے سے بیعت

گریہ و بکا

(۳)

(از قلم سید محمد اصطفی صاحب شیعہ)

کون کہتا ہے کہ دل کے حق میں غم اچھا نہیں پھر بھی شغل گریہ لصب العین بن سکتا نہیں ہماری لا انتہار و نے کی تعلیم کی ذمہ دار زیادہ تر دوجیز ہیں اول تو وہ حدیث جو اس سے قبل پیش کر چکا ہوں اور دوسری اور زیادہ اہم امام زین العابدین علیہ السلام کی نا مولوی تو مولوی کسی جاہل شیعہ سے دریافت کیجئے کہ اتنا رونے کے پیچھے کیوں پڑے ہو تو بغیر قائل جواب ملے گا۔

”تاسی امام ہے۔“

تاسی امام کی غلط تعبیر اب میں ڈرتے ڈرتے بحث کے اس پہلو پر آتا ہوں جو ایک شیعہ کے لئے نازک ترین پہلو ہے۔ اس پہلو پر کچھ عرض کرنے سے پہلے پھر یہ خیال احتیاط عرض کئے دیتا ہوں کہ میرا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے کہ مصائب اللہ و اہلبیت پر چند فطری آنسوؤں کی نذر چڑھانا غلط ہے میرا ایمان ہے کہ رونا فطری شے ہے ایک حد تک مفید اور ترکہ نفس کا باعث۔ مگر ایک حد تک

”ہم گر یہ“ عالم کا تذکرہ کرتا تو آپ اسے گوارا دیتے کہ ہم اُنکی تاسی میں دہاں پہنچ جائیں جہاں ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو یہی منظور تھا تو کیا آپ کو اپنی اولاد کو ایسی تعلیم دینے میں کوئی باک ہو سکتا تھا۔ اور اگر آپ نے ایسی تعلیم دی ہوتی تو کیا آپ کے بعد آئیوے ائمہ آپ کی طرح ہمہ وقت رملے میں مشغول نہ رہتے۔

میرا تو عقیدہ ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام یا آپ کے بعد آنے والے ائمہ طاہرین کا ہرگز یہ منشا نہ تھا۔ کہ حسینؑ کی داستان صبر و شجاعت و ایثار باعث ہوس امر کی کہ حسینؑ کے نام لیوا، حسینؑ سے محبت و عقیدت رکھنے والے حسینؑ کا صرف غم منائیں اور بے صبری کا رونا روتے رہیں تا آنکہ ایک ایسی قوم ترتیب پا جائے جو ظالم کے ظلم پر روئے، مظلوم کی مظلومیت پر روئے، جابر کے جبر پر اُسنو ہائے اور مجبور کی مجبوریوں پر دھاتیں مارے۔ نہ ان میں ظالم کے ظلم پر اُنکلی اٹھانے کی قوت باقی ہو اور نہ مظلوم کی حمایت میں سینہ سپر ہونے کی نہ جابر سے اُنکھ ملانے والا کوئی ہو اور نہ مجبور کو سہارا دینے والا۔

اصل یہ ہے کہ ”بکار علی الحسین“ ہرگز ہرگز مقصود بالذات شے نہیں ہے۔ ائمہ طاہرین کا اصلی مقصد کسی نہ کسی صورت یا تدبیر سے یادگار حسینؑ کو قائم رکھنا تھا۔ اور یادگار حسینؑ باقی رکھنے کی غرض حسینؑ سبق کو تازہ رکھنا حکومت و امت کی اصلاح، اور حق و صداقت، مساوات و حریت وغیرہ کیلئے ضرورت پڑنے پر جان و مال کے ایثار و قربانی کا جذبہ قائم رکھنا تھا۔ نہ کہ رولنے رولانے اور رولنے والے کی صورت بنانے کا ملکہ پیدا کرنا۔ اب رہا یہ امر کہ امام چہارم خود بے انتہار روتے رہے یا یہ کہ چھٹے امام نے حدیث ”مہنی بکی الخ“ کے ذریعہ سے شیعوں کو رولنے کی دعوت دی اور اُنھوں نے امامؑ کے ایک قدم آگے بڑھایا اور گرہ کے علاوہ فضائل کی بھی ہدایت فرمائی۔ یہ سب تدبیر کی تدبیر تھی اسی یادگار حسینؑ کے زندہ و قائم رکھنے کی۔

یہ صحیح ہے کہ امام روئے اور بہت روئے مگر وہ ملکہ روئے وہ ان کے وہ اعزہ، اقربا، احباب و انصار تھے جن کے چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، اور جن کے اوپر گزرے ہوئے حوادث و مصائب کی تصویریں ہر وقت حضور کے پیش نظر تھیں۔ جن کی یاد خطیب کے دوہرانے کی محتاج نہ تھی۔ اور حضور کے گرد و پیش وہ پسماندگان بہت تھے جنہیں سے ہر ایک کا وجود ہی ہمہ وقت واقعات کر بلا کو یاد دلاتا رہتا تھا۔ اسی لئے امامؑ کے پہلو میں انہیں وجوہ کی بنا پر ہر وقت ”ایک ہو کسی اٹھا کرتی تھی“ اور یہ بالکل فطری بات تھی۔

علاوہ بریں امامؑ کی زندگی ساری بنو امیہ کے مظالم اور تشدد کے شباب کے زمانہ میں بسر ہوئی۔ چاروں طرف ظلم، جبر اور بے دینی کا راج تھا رسولؐ اور اہلبیت سے محبت کرنے والے چُن چُن کے مارے جاتے تھے۔ خانہ کعبہ کو نیست و نابود کرنے کی فکریں تھیں۔ خاندان رسولؐ کو تاراج کر بیٹے ساتھ ساتھ قرآنی تعلیم کی بنیادیں متزلزل کی جا رہی تھیں۔ جدھر دیکھو اُدھر کفر و الحاد کی آندھیاں اسلام کے پودوں کو اکھاڑے پھینکے دے رہی تھیں۔ روز ایک حادثہ واقع کر بلا کا تمہ وقوع میں آتا تھا۔ امام کو جہاں کر بلا کی یاد رلاتی تھی وہاں ان چیزوں کو بھی آپ کے رولنے میں بڑی حد تک دخل تھا۔

مگر کیا امام چہارم کے بعد آئیوے ائمہ طاہرین بھی سب کے سب اسی افراط کے ساتھ اپنی اپنی عمر بھر رویا کئے۔ اگر یہ صحیح نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ صحیح ہے کہ تاسی کیلئے ہر امامؑ یکساں طور پر ہمارے لئے نمونہ ہے تو پھر میری ناقص سمجھ میں نہیں آتا کہ رولنے اور صرف رولنے کیلئے امام چہارم کی تاسی کیوں ضروری ہے کیا آج بھی وہی ماحول باقی ہے کہ جو حضور کے زمانہ میں تھا اور کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اُس ماحول اور ہمہ وقت رولنے کی بدولت حضور خفیف گزار لاغر و بیمار رہتے تھے کیا خود حضور سے کوئی ہمارے موجود

اگر آپ پیدائشی شیعہ ہیں سال بہ سال شیعوں میں رہتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور کر سکتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ بھی میری طرح پہلی ہی نظر میں اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ روتے روتے اور بچپن سے سینہ زنی کرتے کرتے اب ہمارے دل اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ غیر معمولی دھماکا ہم میں سے اچھے اچھوں کا دل دھلا دیتا ہے، جوش دلائے والی نظم ہو یا نثر، رشید ہو یا کوئی دوسری چیز، ہم اُس کو سنتے ہی آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھر لاتے ہیں، شفا خانہ کے اُس حصہ سے گذرتے ہوئے جہاں معمولی زخموں کی مرہم پٹی ہوتی ہے ہمارا دل سہم جاتا ہے۔ بڑا آپریشن دیکھ کر تو شاید قوم کی قوم غش کھا کر گر پڑے۔ معمولی خون بہتے ہوئے بھی ہم میں سے اکثر نہیں دیکھ سکتے، اپنے ہاتھوں سے تو ہم میں سے ستر اسی فیصدی مرغی بھی ذبح نہیں کر سکتے، ہماری مستورات اور ہمارے سن رسیدہ لوگ عموماً دل کے مریض ہیں، دنیا ہمیں ملت گریہ کن کہہ کہہ کر ہنستی ہے اور ہم ہیں کہ روز افزوں رونے کی مشق بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔

ہماری اس کمزوری کا اثر پبلک زندگی پر کیا ہے اور اس کو دیکھتے ہوئے میرا یہ گزارش کرنا کہ ہم نصرتِ امام کیونکر کریں گے کہانیک حق بجانب ہے اس کی صرف چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ان مثالوں کو دیکھنے کے بعد خود آپ کو سینکڑوں مثالیں یاد آجائیں گی اور آپ خود فیصلہ کر سکیں گے کہ ہم من حیث القوم کس حد تک قابل لحاظ اور لائق تحسین ہیں اور کہاں تک حسین روح ہم میں کار فرما ہے۔

عل ابن سعود نے حجاز پر قبضہ کیا۔ حجازیوں پر ظلم دھا جنت البقیع کو تاراج کیا، مجاہدوں پر ہمارے دلوں کو تکلیف ہوئی، ہم میں ہیجان پیدا ہوا، مگر ہوا کیا؟ ہمارے چلے ہوئے تقریریں ہوئیں، نظمیں پڑھی گئیں، ملامت کے دوڑ پال ہوئے، علم نکلا، جلسیں برپا ہوئیں حتیٰ کہ لکھنؤ میں ایک نیا عشرہ عزائم قائم ہوا جو آج تک باقی ہے خوب خوب

غور کیجئے کہ کیا آج بھی دنیا میں وہی سماں باقی ہے جو ائمہ اہلبیت کے زمانہ میں پایا جاتا تھا کیا آج بھی مجالس حسین اسی طرح کبھی کبھی چھپ چھپ کر چند منٹوں کے لئے برپا کرتے ہیں کیا ائمہ کے زمانہ میں یہ تعزیر داری، مجالس کی افراط اس دھوم سے سوز خوانی، نوحہ خوانی، تحت اللفظ خوانی، خد خوانی اور اسی طرح گلی گلی کوچہ کوچہ تعزیر، علم، دلدل کا نکالنا اور سارے ملک میں حسین حسین علی علی کے نعرے لگاتے پھر نابزاروں بلکہ لاکھوں سروں کی بھینٹ دینے کے بعد بھی ممکن تھا؟؟؟

یہ صحیح ہے کہ موجودہ ماحول پیدا کیا حسین کی سچائی نے، ائمہ طاہرین کے حسینی سنن کو دنیا میں تازہ و قائم رکھنے کی نذر لے، اور آپ کے ان تدابیر پر عمل نے، مگر اب جبکہ دنیا بدل گئی زمانہ بدلا، زمین بدلی، آسمان بدلا، ہم بدلے، ہمارے قومی بدلے، یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ آج بھی محض گریہ ہماری فلاح و بہبود دنیوی و دُخروی کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

تعمیر خودی کر اثر آہ رسا دیکھ
افراط گریہ کے مضر اثرات

برائے خدا ذرا انصاف سے کام لیجئے ٹھنڈے دل سے سوچئے ہمارے رونے کی اس شدت نے ہمیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے جس قوم نے کربلا کے میدان میں ہمت شجاعت جو اعز دی، ایثار، صبر، اور ضبط کے کارنامے اس انداز سے دکھائے ہوں کہ خود ان مکارم اخلاق کو چار چاند لگا دیئے ہوں وہ آج اس ہندوستان میں "ملت گریہ" کے لقب کی مستحق سمجھی جاتی ہو۔ اس کا ہر فرد رقیق القلب، مضعفی صورت، دل کی بیماریوں کا شکار ہو، ایک مرتبہ پھر درخواست کرتا ہوں کہ قوم کے نوناہو، قوم کے جواہر، قوم کے بزرگو، قوم کے عالمو، قوم کے قائدو، ذرا اپنے اپنے دل کی ہمتوں اور اس کی حرکتوں کو غور سے دیکھئے! اپنے خاندان و اولوں کی طرف، نثر دوڑائیے، اپنے شیدہ احباب کا نور سے مطالعہ فرمائیے۔

روئے خوب سینے پیٹے اوٹاں ابن سعود پر تبر بھی کیا، اُسے کو سامجی
بھی ہوا یا اور کچھ بھی؟

اس جگہ تاریخ سے ایک اور ورق دھراؤں قسطنطنیہ کے
روسیوں میں تمام وہ خامیاں جو مصرتک عیش و عشرت کی زندگی بسر
کرنے کی بدولت قوموں میں گن کی طرح پیدا ہو جایا کرتی ہیں پیدا
ہو چکی ہیں سپہ گری کے لوازم کم سے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ عوام کی
باگ و دوڑ قوم کے پادریوں کے ہاتھ میں آ چکی ہے جو ہر مذہب کا طرہ
اقتدار ہوتا ہے۔ ترکوں کی فوجیں بیکار کرتی۔ اللہ اکبر کے نعروں کا پیچھا
چلی آ رہی ہیں حکومت کی فوجوں کو شکست پر شکست ہو رہی قسطنطنیہ
کے مرد و عورت بچے گرجاؤں میں سر بہرہ لپٹے پادریوں کی سرکردگی میں
آؤ غزازی، اٹالہ و فریاد میں مصروف ہیں جھین مار رہے ہیں کرائے ہمارے
آسمانی باپ! ہماری بدکردار فرشتوں کی فوج بھیج اور میں ان اسلامی دنیا
سے نکات دلا، طرح طرح سے عدائیں لگتے ہیں، ہر سر پہنچا اپنے دشمن کو تھے
مگر یہ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

یہ جو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
صدیاں گزر گئیں قسطنطنیہ آج تک انھیں مسلمان و زندوں کا
مذکر کی بات ہے ایک شیعہ بزرگ پر بلاوجہ مقدمہ چلا موصوف
حسب دستور اظہار کے لئے طلب ہو بیان دیتے جاتے تھے اور روتے جاتے
تھے ساتھ میں جو شیعہ اصحاب انصار تھے وہ بھی روتے تھے یہی نہیں فیصلہ
سنائے جانے کے دن کچھری میں مومنین کا ہجوم تھا فیصلہ انفاق سے
خلاف ہوا، سارا مجمع دھماڑیں مارتے لگا۔ اور یہ کہاں؟ اس ہندستان
کی فضا میں جہاں جبل جانا سزا کاٹنا، بچوں کا کھیل عورتوں کا مشغلہ
سمجھا جاتا ہے، عورتیں اور بچے ہستے کھیلنے لگتے اور خوشیاں مناتے
جیل جایا کرتے ہیں کیا ان بزرگوں یا ان کے ہمراہیوں کو علم تھا کیا
یہ لوگ واقف نہ تھے کہ دنیا ان پر ادا کیے ساتھ ساری قوم پر جس سختی
کیا انھیں اسلامی شہادت احمدی جاننا زنی عباسی دلیری، حسین صبر
اور گجادی ضبط اور تھے یہ سب کچھ یاد تھا لکن انھیں جناب سید کا مسجد
نویس احتجاج اور جیانیہ شیعہ ان زیادہ کمکار فیضی حلقہ کرنا جو
عمر - اجلاس شیعہ کا نفرین منعقدہ چنہ ۱۳۳۵ میں جناب پرنسپل
سید تقی حسین صاحب رضوی نے ایک پرچوں و دنگل از نظم سنائی۔ نظم خوب

اور پرنسپل صاحب نے اُسے پڑھا بھی خوب۔ مگر جہاں موصوف مرثیت کو نمایا
کئے بغیر نہ گئے وہاں حاضرین بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ مرثیہ ہے مرثیہ - کچھ خوب
باقی کی آنکھیں پرم ہوئیں میں نے بڑے ضبط سے کام لیا۔ خوب خوب
کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی مگر جدول و دماغ اور آنکھ ہر ایسے موقع پر
روئے کے عادی ہو چکے ہوں وہ صبر و ضبط کو کیا جانتیں بہر حال
آنکھ میں بھرا آئیں اور غریب شام کی محنت و کاوش کو دھو بیٹا
میں ہماری سوسائٹی اس افراط گری کی بدولت کہاں جا رہی اس کی
ملکی ملک جھلکیں شیعان ہند کے مرکز لکھنؤ میں برفاؤ دیکھنے میں آتی ہیں
لکھنؤ کی شیعہ آبادی کی معاشرت کا مطالعہ فرمائیے۔ اٹھتے، بیٹھتے،
چلتے، پھرتے، سوتے جاتے، غرض کہ ہر جگہ اس اینوالی بھیانک حالت کے
اثرات نظر آئیں گے۔ لکھنؤ اور دیگر مقامات میں فرق آتا ہے کہ اول تو
شامان اور صدفی بدولت یہاں بحال اس اعدا روئے اور سینہ زنی کی افراط
دوسری جگہوں سے بہت پہلے شروع ہوئی دوسرے یہاں کی مرطوب آب
و ہوا اور معاشرت نے افراط گری کے اثرات بہت تیزی سے نمایاں کر دیے
ہوئے ہر جگہ بہر حال یہی جس جگہ مقامی حالتیں زیادہ صحت بخش ہیں وہاں
بدید اور جس جگہ یہ حالتیں مضر صحت ہیں وہاں جلد یہ صبر تیس رونما ہوگی۔
لکھنؤ کی بڑی معاشرت کا خاکہ لکھنے پر اندازہ کیا مکان میں اور نہ موجودہ
نہ الیس اس کی گنجائش بشر لکھنؤ مومن کی موت کے کچھ حالات عرض
کئے دنیا بھر میں ہر ایک آپ اندازہ فرمائیں لکھنؤ میں جو اتے جوان شیعہ بہتر
مرگ پر بھی، جبکہ اس نے مرے کا باپ بن ہوتا ہے اس کے اعزہ و اقارب
اور اس کے چاہنے والوں میں سے بہت کم لوگ موجود ہوتے ہیں اور ہر اوپر
آؤ سے روئے والے تو سمجھی ہوتے ہوئے مگر ملک الموت کے بچوں میں
تیرہ پنے والے کی آنکھوں کے سامنے شاید یہی کوئی ہوتا ہے غریب صورت
کو ترس ترس کر مر جاتا ہے مرتے کے بعد تو گویا سب رشتے منقطع
ہو گئے مزدوری کے بدلہ والے، مزدوری کے کھانے والے، مزدور
کے گورنر کے بچے اور گورنر کے اتارنے والے۔ البتہ عزیز و اقارب
دوست و احباب، نماز جنازہ اور مٹی دینے کے لئے قبرستان میں دکھائی
دیئے، مٹی دیجا لی، فاتحہ خوانی ہوگی سوگھ جمل اور برسی میں شہر نشین ہوگی
یہ سب کیوں؟ پھر سے نہ پوچھیے تو خود فرمائیے البتہ ان کا عرض کئے دنیا بھر
کہ یہ حالات غیر شیعہ لکھنؤی مسلمانوں میں نہیں پائے جاتے اب سوال
یہ ہے کہ کیا یہی صورتیں موجود اور دیگر زمانہ میں زند اور باقی رہیں؟
نقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ سب سے ازل سے (باقی آئندہ)
ہے جرم بیعتی کی سزا مرگ مفا جانت

خاکساریات

خاکساری قول و عمل

(ازمدیر)

آج سے نو سال پہلے مسٹر عنایت اللہ مشرقی بڑے طمطراق اور شان سے مسند قیادت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے صد سالہ جمود کو توڑنے اور مسلمانوں میں عملی قوت پیدا کرنے کا دعویٰ کیا۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ اسلام سراسر عمل ہے۔ عقائد کی ”بد معاشی“ نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا ہے۔ میں عمل کی دعوت دینے آیا ہوں۔ ملا مسجودوں میں بیٹھ کر باسی سالن اور بھیک کے ٹکڑے کھاتا ہے۔ مسجد سے باہر نہیں نکلتا۔ روج چھا ملا میں موجود نہیں۔ میری جماعت جہاد کرے گی۔ میں عدم کا قائل نہیں۔ بھوک ہڑتال زنا نہ پن ہے۔ جیل جانا دیوانگی ہے ہم بے مارے نہ مریں گے۔ توپوں کے سامنے نماز ادا کریں گے۔ لاشوں کی بیج بچا دیں گے مگر قدم نیچے نہ ہٹائیں گے۔ مولوی اور لیڈر سب مٹا دیئے جائیں گے۔ کانگریس کے نمک خوار ہندو ذہنیت پیدا کر رہے ہیں۔ مگر کانگریس کے اثر کو مٹا کر ہونگا۔ اکثر کے مقابلہ میں خون کا بول بالا ہوگا۔ غرض ان بلند بانگ دعویٰ کو سن کر جوق در جوق نوجوان اس تحریک میں شامل ہوئے۔ مولوی کا مذہب ”مولوی کا قول“ مولوی کا فعل“ سب غلط قرار دیا قتل و قتل کے لئے گلی گلی چپ و راست کی آواز آنے لگیں۔ فوجی کیمپ منعقد ہوئے۔ خوئی اور قمی محابہ سے ہوئے۔ مولوی کو اور ہر مخالف کو مٹا دینے کے لئے حکم احتساب ہند قائم ہوا۔ حکومت سے تین مطالبات تسلیم کرانے کے لئے دھکیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر اس تمام تحریک کا نتیجہ کیا ہوا۔ مولوی بے عمل سہی اسکا قول غلط اور مذہب بھی غلط سہی مگر ہم خاکساروں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ تمہارے قائد نے کونسا تیر مارا۔ کتنے جہاد کئے۔ کونسا کارنامہ انجام دیا۔ خاکسار تحریک کا نو سالہ زندگیاں غور کر کے اس کا جواب

تلاش کرنا چاہیے۔ عقائد کو بد معاشی قرار دینے کے بعد اگر عملی زندگی سے بھی کورے رہے تو مذہب کے بدلہ میں جو کچھ حاصل کیا اس کو خوب غور سے دیکھو۔ کہیں آپ اولیٰ اللہ الٰہی بن اشد والصلوات علیہ کے مصداق تو نہیں ہیں۔ آہ بقول کبیر سے

دین گنوائو دنی سے دنی نہ آئیو ہاتھ

پیر کھاڑی مار یو غافل اپنے ہاتھ

پیارے خاکسار بھائیو! مشرقی کا گریبان پکڑ کر اس سے پوچھو کہ خاکسار مقتولین کا خون کس کی گردن پر ہے کس نے خاکساروں کو بیچ دے کر توپوں و طیاروں سے جنگ کر کے ترفیع دی۔ کس نے جیل سے بچنے کے لئے مسجدوں میں پناہ گزین ہونے کی تلقین کی۔ غریب دے کس ملا کی طرح خاکساروں نے مسجد میں اقامت اختیار کی۔ اور باہر نکل کر تہاد کر کے سے گریز کرتے رہے اور ملا کی طرح باسی سالن بلکہ غور توں کی راتا سے بندھے ہوئے روٹی کے خلیفہ ٹکڑے کھاتے رہے اور جیب خاکسار مقتولین کی نشیں پوسٹ مارٹم کے بغیر پڑی ہوئی تھیں ان کا بے غیرت لیڈر حکومت سے اپنے اولادوں یعنی اندے اور مرغی کے لئے جھگڑ رہا تھا اور خاکساروں کے قتل سے بریت ثابت کرنے کے لئے اعلانات شائع کرتا رہا۔ بیسیوں خاکسار نوجوان خاک و خون میں ترپے گران کا خون ان کے لیڈر کے بزدلانہ فعل سے رائیگاں گیا۔ خاکساروں کا لیڈر مشرقی مشرقی جیل میں آرام کی زندگی بسر کر رہا تھا کہ زنانہ ہتھیاروں پر اتر آیا۔ ۲۴ رمضان سے ”روزے“ رکھنے شروع کر دیئے۔ ۲۴ رمضان سے ۱۷ شوال تک مسلسل ”روزے“ رکھتا رہا۔ کسی دن بھرا ہوا نہیں کیا۔ مگر حکومت پر اس شرمناک ہڑتال

کا اثر نہوا۔ آخر کار تحریک کی قیمت پر رہائی ملی۔ تو توپوں کے سامنے پریڈ کر کے کا مدعی پریڈ سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر باہر آیا۔ وردی۔ پریڈ۔ فوجی ڈرل۔ نشانِ اخوت سب پر پابندی قبول کر کے جیل سے رہائی حاصل کی۔ ہم منتظر تھے کہ مشرقی صاحب کوئی عمدہ پروگرام پیش کریں گے۔ مگر ہم نے سنا تو یہی سنا کہ مشرقی صاحب اعلان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی گذشتہ دو سو سال کی تاریخ میں ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء کا دن سنہری قلم سے لکھا جائے گا۔ اس دن حکومت نے نیکی سے پابندی اٹھائی یعنی وردی۔ پریڈ۔ اور نشانِ اخوت لگانے سے اس روز مشرقی صاحب نے توبہ کی۔ اور حکومت نے ان کو رہا کر دیا۔ اس طرح دن دو سو سال کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہو گیا۔ اخبارات میں اعلان ہوا کہ مسلمان لاکھوں کی تعداد میں شاہی مسجد میں حج ہو کر مشرقی کا پیغام سنیں۔ قوم کسی دلولہ انگیز حیثیت اور نہ پیغام کی آزدمند تھی۔ مگر جمعہ کے روز شاہی مسجد میں منبر نبوی پر اوم کا جھنڈا لہراتے ہوئے مشرقی صاحب نئے روپ میں وارد ہوئے اور ہندو مسلم اتحاد کا وعظ کیا اور کہا کہ ”وید گیتا اور قرآن کی مشترک تعلیم کا نام اسلام ہے۔ ہندو مذہب اور اسلام میں صرف یہی فرق ہے کہ ہندو مذہب پُرانا اور اسلام نیا۔ لہذا سب ایک ہو جاؤ۔“ یعنی جدید کو چھوڑ کر اصلی اور قدیمی مذہب اختیار کرو۔ اسلام کی اس نئی تعریف سے مدیران مسلم لیگ و انقلاب چوکنے ہوئے۔ صد ہا خاکساروں نے اس سے بیزاری اختیار کی۔ مگر افسوس ہے کہ جب مولوی کہتے تھے کہ شیر کی کھال میں گائے بول رہی ہے۔ اسلام کے جام میں کفر کی تلقین کر رہا ہے۔ عسکریت کی آڑ میں سینزدہ صد سالہ اسلام سے متنفر کرنا چاہتا ہے۔ علمائے اسلام سے متنفر کر کے اسلام کی من گھڑت تاویل کرے گا۔ اس وقت مولوی کو تاباں ملتا سمجھا جاتا تھا۔ آج مشرقی صاحب اصلی لباس میں نمودار ہو چکے ہیں۔ مگر حیرت ہے کہ بعض خاکسار ابھی تک ان کے دام ترویج میں گرفتار ہیں۔ وہی ”ہندوستان گیر نظام“ کی ہمیں دہائی

صد لگائی جا رہی ہے۔ مشرقی نے الفاظ و اصطلاحات کا ایسا غلط استعمال کیا ہے اور ان کے معانی ایسے تبدیل کر دیے ہیں۔ کہ ان کا کوئی اثر باقی نہیں رہا۔ قتل و قتال و جہاد سے مراد بازاروں میں پریڈ۔ خالد ابن ولید کے جانشین سے مراد کوئی پان یا سنوار بیچنے والا سالار خاکسار ان۔ ”ہندوستان گیر“ سے مراد اخباری پراپیگنڈا غرض ایک جدید لغات تیار کی جا رہی ہے۔ نماز سے مراد غبط۔ روزہ سے مراد مشقت۔ حج سے مراد کانفرنس۔ زکوٰۃ سے مراد مشرقی کے بیت المال کے لئے چندہ۔ اسلام سے مراد غلبہ اگرچہ کسی غرض کے لئے ہو۔ توحید سے مراد دل لگا کر کوئی کام کرنا۔ رسالت سے مراد اطاعت امیر غرض حسن ابن صباح کے اس نامور چیلے نے ”ظاہر کا ایک باطن ہے اور ظاہر پر عمل کرنا حرام ہے۔ اور باطن پر بجز امیر کے کوئی مطلع نہیں“ کا عقیدہ اچھی طرح اپنے متبعین کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ علمائے اسلام کو کہتا ہے کہ وہ ظاہری معنی مراد لیتے ہیں۔ اس لئے اس پر عمل صحیح نہیں ہے تمہیں باطنی معنی بتانا ہوں وہی صحیح ہے۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔ اور مولوی کو صفحہ ہستی سے مٹا دو۔ اگر کوئی خاکسار یہ سوال کرے کہ آپ کے معافی کی صحت کی دلیل کونسی ہے۔ تو اس کا علاج ڈنڈے سے کیا جائے اس لئے مشرقی صاحب مولوی کے غلط مذہب علما کے ٹریکٹ کے صفحوں کی پیشانی پر آیت فان تناذعتم فی شئ فر دوا الی اللہ و الرسول کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”اگر کسی معاملے میں تم اور تمہارے امیر کے درمیان کھینچا تانی ہو جائے تو اس معاملے کو خدا و رسول پر چھوڑ دو اور اس امیر کا حکم مانو“ اب کس کی مجال ہے جو مشرقی صاحب سے دریافت کرے کہ اس امیر کا حکم مانو ”قرآن کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ خاکساروں کے لئے مشرقی کا قول ہی سند ہے اس پر اعتراض کرنے والا بد بخت و جہنی بن جاتا ہے مشرقی چاہے تو کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر بتلائے قرآن کو وید کا جدید ایڈیشن کہے۔ بت پرستوں کو موحد بتلائے تین خدا کہنے والوں کو فرزند ان توحید کہے۔ فرنگیوں کو خدا کا محبوب

کہے۔ اس سے کسی بات کا ثبوت طلب کرنے کی ضرورت نہیں اور مولوی چونکہ غریب ہے۔ باسی سالن کھاتا ہے سواک کرتا ہے۔ استنجا کرتا ہے۔ لہذا وہ ان اسرار عالیہ سے محروم ہے۔ ایسے رموز و معارف۔ کیمبرج۔ آکسفورڈ اور آئی سی ایس میں ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔

خاکسار دوستو! خدا را ان حقایق پر غور کر کے اپنے لئے راہ عمل تلاش کرو۔ تم نے اپنی قسمت کی باگ ڈور اپنے شخص کے ہاتھ میں دے رکھی ہے جو تمہیں کعبہ کے بجائے لندن مدینہ منورہ کے بجائے کانچی اور حجاز کے بجائے دادئی گنگا کی طرف لیجانا چاہتا ہے۔ جو ایک دفعہ تمہاری کشتی کو ٹبی بازار کے چوراہے میں فنا کر چکا ہے۔ جس کی دماغی خرابی مراق اور جنون آشکارا ہے۔ جس کی تلون مزاجی۔ بزدلی۔ بے یقینی۔ کذب بیانی اور بد اخلاقی کا زمانہ شاہد ہے۔ جو دنیوی و سیاسی امور میں اس قدر خطرناک و تباہ کن نعروشوں کا شکار ہو چکا ہے۔ کیا ایسے انسان کے حوالے اپنا دین و ایمان کرنا عقلمندوں کا شیوا ہو سکتا ہے۔ جو رزموز سیاست سے نا آشنا ہے۔ وہ مذہب کی حقیقت سے کب واقف ہے۔ جو جیل سے گھبراتا ہے وہ موت کا سامنا کیسے کرے گا جس کو اپنے دماغ پر کنٹرول نہ ہو وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی کشتی کا نا خدا کیسے بن سکتا ہے۔ کانگریس۔ لیگ۔ احرار۔

اشعار خاکساروں کی سرگرمیوں اور ان کے قائد کے عمل کی صحیح تصویر ظاہر کرتے ہیں۔ لہذا کسی قدر تصرف کے ساتھ ہم اس جگہ ان کو بغرض عبرت نقل کرتے ہیں سے

خاکساروں کی عملی زندگی

اب آؤ گلستان اسلام بھیں فدا یاں اسلام کے کام دیکھیں
انہیں دیں پیار، ایانا بھیں کہاں تک، یاد ان کو انجام بھیں
وہ قرآن و سنت ہی پر چل رہے ہیں

کر تکفیر کی آگ میں جل رہے ہیں
اگر مجھ سے ایمان لے لو تو چھتے ہو روایات قرآن کی پوچھتے ہو
حقیقت مسلمان کی پوچھتے ہو مسلمان کی شان کی پوچھتے ہو
تو سن لو خدا کی قسم یہ بجا ہے
ستم روح اسلام پر ڈھار رہا ہے

نہ خوف خدا ہے نہ پاس سالت نہ قرآن سے الفت نہ احساس
نہ دینی تخیل نہ ملی حمیت نہ جرأت نہ بہت نہ شرم اور عزت

نہ محنت کی عزت کا احساس باقی

نہ قومی روایات کا پاس باقی

پیامات شاہ عرب بھلا تو تم کے بت اہل دین بنائے
یہاں تک حالت پر ایمان رکھا کہ ہستے ہیں آج ان پر اپنے پرانے

یہ لے دے کے باقی رہے ہی شجاعت

کہ ہے کفر بازی کی ہر سوا شاعت

لے مشرقی نے تمام مسلمانوں، ائمہ مجتہدین ملت کو کا فر قرار دیا ہے
(تذکرہ افتخار) لے یعنی اسلام کے مدعی مشرقی کی حقیقت۔

لے مشرقی صاحب کہتے ہیں کہ ہم خاکسار اسلئے اٹھے ہیں کہ تیرہ سو پچیس برس پہلے اور کھوسٹ اسلام کو جو کفر کے برابر ہو چکا ہے اتار کر پھرنا اور

اصلی اسلام اختیار کریں (میری سخت گیریاں مسلمانوں کے افتخار میں مشرقی صاحب نے احادیث کا انکار کیا ہے اور ان کے اتباع کو مکمل قرار دیا ہے۔ اطاعت رسول سے مراد فقط اطاعت امیر ظاہر کیا ہے۔

لے اتباع اہل فرنگ۔ لے یعنی مولوی کا مذہب غلط ہے مولوی جو کچھ کہتا ہے سب غلط کہتا ہے۔ خاکساروں کا سب سے بڑا کارنامہ یہی

فوج محمدی۔ غرض ہر باطل جماعت سے اس نے جنگ مول لے رکھی ہیں۔ ہر جگہ نفاق و انشقاق کی آگ سلگا رکھی ہے مسلمانوں کی ہر جماعت سے دشمنی کرتے ہوئے ہندوؤں سے صلح و آشتی کا مدعی ہے۔ اوم کا جھنڈا لہرا نا فرمچکا ہے ہندو دھرم کے غلبہ کے لئے جان تک لڑا دینے کا مدعی ہے (الاصلاح ۱۸ اگست ۱۹۳۹ء) اور ساتھ ہی غلبہ اسلام کے نام سے مسلم نوجوانوں کو بھی اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لمحا عظیم کے جال سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ ابھی حال ہی میں مشرقی کے رسالہ قول فیصل کو ایک خاکسار نے منظم کیا ہے۔ ۳۱، کے حصہ ۲،

سراسر ہے مکرو فریب الکی ہستی وجود اس وجہ غلامی دہستی
میسر ہو کیونکر اسے حق پرستی نہاں جبکہ فطرت میں پیرودہستی

یہ ملت کا غدار بگلہ بگلہ گت ہے
کو مسوا سے گمرہ ہی تمکنت ہے

نہ اسکی عقیدت کی تائید کوئی نہ ایمان اسکا نہ توحید کوئی
نہ ایقان اس کا نہ امید کوئی کرے کس طرح اسکی تقلید کوئی
سیاست کا ڈھونگ اک رچایا ہوا ہے

مسلمان سے قرآن چھڑایا ہوا ہے
یہ جو دیں مسلمان کو سمجھا رہا ہے سراسر وہ دھوکا ہے مکرو ریا ہے
نہ وہ نام کو سنت مصطفیٰ نہ اسکا توحید کلام خدا ہے
نہ تاریخ اسلام ہے اس کی حسامی
نہ اس میں عروج و بقائے دوا می

یہ وہ مصلحت جو ننگِ سلطنت ہے یہ وہ عقل ہے جو فنا کی ہمت ہے
داسیوں ہدایت نہ اوج و ذوق غرض مشرقی سرسبز نخلت ہے
یہ ملت کو برباد کر کے رہے گا
قیامت کی مدت گزر کر رہے گا

یقیناً یہ چھوٹی ہم مشرقی سے کہ کھیلے گا بکتک روح نبی سے
بگاڑے گا اسلام کو کچھ بھٹے اجاڑے گا قومی جنم دل لگی سے
نہ چھوٹی اگر اس نے اب سرپسندی
تو ڈھائے گی اس پر غضب شری پسندی

لے روئے زمین کی کسی حدیث یا تفسیر یا سیرت کی کتاب
سے بیچے کا سنت ہونا ثابت نہیں۔ جنگ خندق میں آقاؐ نے
نامدار علی اللہ علیہ وسلم نے جنوں اٹھایا تھا جسے گینے کہا جاتا
ہے۔ مشرقی صاحب نے اسے بیچہ قرار دیا۔ لے خدا کے کلام
میں فقط ان لوگوں کو ناجی قرار دیا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی کریں۔ اور اس پیروی کو نجات کے لئے کافی
قرار دیا ہے۔ مگر مشرقی کے نزدیک اطاعت رسول سے مراد فقط
اپنے زمانہ کی امیر کی اطاعت ہے اور اسلام نام ہے
وید گیتا اور قرآن کی مشترک تعلیم کا۔

نہ ہوس میں عقل و خرد اور زندہ
غرض مند ہوں جس میں غرور اور کبر

جو تفریق کے مدعی ہوں زمین پر
جو دولت کو ترجیح دیتے ہوں دیں پر

وہ بندہ جو اسلام کا مدعی ہے زمانے میں اب فرض اسکا پہلی
اٹھے اور کہہ کر یدل لگی ہے خدا کی قسم دین ہے تو یہی ہے
کہ قرآن و سنت کو رہبر بناؤ
نئے سارے فرقوں سے دامن بچاؤ

یہ قصہ ہے مذہب کا اور لہجی کا یہ ہے مرحلہ موت اور زندگی کا
یہاں کام ہرگز نہیں مسخری کا کہ ہے یاد ارشاد ہم کو نبی کا
جو قرآن و سنت پہ عامل نہیں ہے

وہ ایمان اور دین میں کامل نہیں ہے
نہ ہے خاکساری میں کچھ وقعت نہ یقین و تبلیغ میں جامعیت
نہ تحقیق و تاریخ سے واقفیت نہ اس شکم پرور کی ہے نیکیت
بہذا جو خود نیکیت نہیں ہے
یقیناً وہ بدمذہب ملت نہیں ہے

لے قول فیصل منظوم لکھنے والے نے کتاب کے پہلے صفحہ پر اپنا نوٹ بھی دیا
ہے اس فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت جو اس کے دل میں ہے
وہ ظاہر ہے لے تذکرہ میں دولت و حکومت کو میاں فضیلت قرار دیا
گیا ہے اور اسی بنا پر اقوام مغرب کو خدا کا محبوب قرار دیا ہے لے چپ و راست
کہہ کر مجاہدین کہلاتا اور اپنے آپ کو خالد و ابو علیہ و حیدر کرار کا نشان
ظاہر کرنا۔ لے سنت سے مراد فقط بیچہ پکڑنا نہیں ہے جن کا قول
و عمل سنت کے مطابق ہو۔ جن کی صورت و سیرت کی مطابقت
نہو۔ جن کا قرآن سے کوئی تعلق نہ ہو۔ جو قرآن کے وہی صافی
صحیح سمجھیں جو ان کا لیڈر بنائے۔ وہ دنیا میں ہرگز سرفراز
نہیں ہو سکتے۔ لے یعنی قول و عمل میں تضاد ہے۔ لے تحقیق
کی یہ شان ہے کہ تمام مساجد کے قبلے غلط قرار دیئے اور جب
علمائے اسلام نے ثبوت طلب کیا۔ تو خاموشی اختیار کر لی۔
ادنیٰ جزافیہ دان بھی مشرقی کے پیش کردہ دلائل کو پڑھ کر
جبران رہ جاتا ہے۔

مشرقی تکانیا پر وگرام

ایک حامی خاکساریت اخبار کی نظر میں

ایک طویل عرصہ کی نظر بندی کے بعد خاکسار تحریکیہ کے قائد علامہ مشرقی ملک کی فضا میں آزادی سے سانس لینے کے قابل ہو سکے ہیں۔ یہ بات خوشی کی ہے۔ مگر یہ واقعہ افسوسناک ہے کہ اُن کارروائیوں سے جو موصوف کی موجودگی میں لاہور وغیرہ میں ہوئیں علامہ صاحب میں ایک عجیب ذہنی تبدیلی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

خوارک خاکسار بادی النظر میں مسلمان کے لئے بڑی دلکش قہقہہ ہے۔ اس اعتبار سے کہ مسلمان ہیں سپاہیانہ اسپرٹ اور عسکریت کا جو جذبہ فطرت سے ملتا ہے کیا ہے، خاکسار تنظیم میں اُس کی ایک شاندار جھلک ملتی جاتی ہے۔ جب وہ اسے محسوس کرتا ہے۔ تو دل میں گدگدی سی ہوتی ہے کہ کیوں نہ وہ بھی سپاہی بن جائے اور سپاہی بننے سے اُس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قومی اور مذہبی حیثیت سے وہ دوسروں کے سامنے سر بلند رہے اور سر فزائی حاصل کرے یہ آرزو یقیناً جائز ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو مسلمان سے قربانی و ایثار کا جذبہ جاتا رہے۔ اور وہ بزدل بن جائے۔ اس سے پہلے خاکسار تحریک کا مقصد بھی یہی یعنی مسلمان کو سر بلند کرنا یا جانا تھا۔

اب غلام کی تازہ سرگرمیاں بتاتی ہیں۔ کہ وہ اس نظریہ کے قائل نہیں رہے۔ بلکہ علامہ مسلمان کی اس اسپرٹ کو کھیل دینے پر آمادہ ہیں۔ اُن کا نصب العین اب مسلمان کے بچے قومیت ہو گیا ہے، اس کو وہ اپنا نیا پروگرام بتاتے ہیں۔

یہ نیا پروگرام ہے۔ ہندو مسلم اتحاد وہی ہندو عہد ایکو معلوم ہونا چاہئے کہ ”متحدہ قومیت“ کا نظریہ پہلے تذکرہ ہی میں مشرقی نے لکھا ہے (شمس الاسلام)۔

مسلم اتحاد جو ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ چاہا گیا مگر کب تک حاصل نہیں ہوا۔ اور اس نئے پروگرام کا پہلا مظاہرہ یہ ہوا کہ شاہی مسجد لاہور میں جو جلسہ منعقد ہوا۔ اُس میں ۲۵ ہزار مسلمانوں کے ساتھ ۱۰۰ سو کے قریب ہندو اور سکھ بھی تھے۔ اور خاکسار پرچم کے ساتھ ”اوم“ کے تین جھنڈے بھی ہمارے تھے۔ ہم کسی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اُن علامہ نے جو ”تذکرہ“ عیسائی کتاب کے مصنف ہیں اُن ”اوم“ کے جھنڈوں کو مسجد میں کیسے برداشت کر لیا؟ یقیناً یا تو علامہ وہ علامہ مشرقی نہیں۔ یا انہوں نے دودھائی کی حراست کے بعد اپنے نظریات بدل ڈالے ہیں اسی جلسہ میں علامہ کی تقریر کے بعض اہم نکات یہ تھے۔

(۱) سب مذاہب میں یکساں سچائی ہے۔ (۲) سیاست ایک گندہ کھیل ہے۔ (۳) سارے ہندوستانی لیڈر خود غرض ہیں (۴) آزادی کا واحد نسخہ ہنر و مسلم اتحاد ہے۔ اور ان میں سے ہر بات بچائے خود مسلمان کے لئے کسی نہ کسی پہلو سے ناقابل قبول ہے۔

(۱) قرآن کریم بتاتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اس لئے مسلمان یہ کیسے مان لے کہ سارے مذاہب سچے ہیں (۲) سیاست اگر گندہ کھیل ہے تو ہندو مسلم اتحاد کا پروگرام بھی یقیناً گندہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ بھی ناقص سیاسی ہے۔

(۳) مگر ہندوستان کے سارے لیڈر خود غرض ہیں تو علامہ لیڈروں سے الگ کس اعتبار سے ہیں۔

(۴) تجربہ بتا چکا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد پر آزادی کو منحصر کرنا

ہوتی ہے تو وہ مسلمانوں کے لئے کسی طور سے بھی قابل قبول نہیں۔ بلکہ بعض عقائد کے لحاظ سے تو وہ اسلامی معتقدات سے ٹکراتی ہے۔ اور مسلمان اس ٹکراؤ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ (دستور کا بنیاد)
(منقول از انقلاب - ۲۱ فروری ۱۳۸۵ء لاہور)

ایک ایسی سڑی گلی اور جھل بات ہے جس کا تذکرہ کرنا بھی وقت کو برباد کرنا ہے۔ نہ ہندو مسلم ایک ہو سکتے ہیں نہ اس طرح آزادی میسر آ سکتی ہے۔
بہر کیف! کہنا صرف یہ ہے کہ اگر علامہ مشرقی کی خاکستری ریک اب یہی ہے جیسی اُن کے عمل سے ظاہر

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۵)

وہ کہتے ہیں سچ کا زمانہ نہیں، سچائی سے بیزاریہ سرزمین ہے سچائی دراصل اب عدویں ہے جو سچائی ہے وہ صحت میں نہیں ہے سچائی سیاست چلانے سے عاری سیاست معطل اگر ہو خواری

میں ان کو مسلمان سمجھوں تو کوئی کچھ؟ توضیح: اسلام نے ہیں اکثر کو قرآن کے ہیں مدعی تو سراسر مگر ہے عمل اس کے برعکس یکسر کہ قرآن تو ہے راستبازی کا حامی مگر ان کے نزدیک یہ ایک حاشی

لہ مشرقی کے اکاذیب جھوٹے دعوای اور کذب بیانیوں کی اگر کوئی فہرست خاکساروں کے سامنے پیش کی جائے تو وہ کہتے ہیں الحروب خذ عتہ۔ اجمی جنگ میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ہمارا قائمہ حکمت عملی سے کام لیتا ہے۔

منقولات

سٹر جناح کی ملحدانہ ح

تکلف کی بھی کیا ضرورت ہے سٹر جناح کو کھلے بندوں بنی ہی کہ دیجئے۔ کیسی فتم نبوت اور کیسا مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب نوا آخر مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں کا کسی نے کیا کر لیا جو آپ کا کرنے کا۔ عقیدت ہی تو ہے جلال الدین اکبر کی شان میں اللہ اکبر اور جل جلالہ کہنے والے بھی تو اسی امت میں پیدا ہوئے۔ ظلی بنی اور بروزی بنی کی اصطلاح موجود ہے انزاس زمانے میں اگر بنی ابھی جاتا تو بجز اس کے اور کیا کرتا جو سٹر جناح نے کیا اور اس کی زندگی دینی اعتبار سے سٹر جناح کی زندگی سے کیونکر تمیز ہوتی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ کو بشیر و نذیر کا خطاب عطا کیا تو کیا قوم اتنا بھی نہیں کر سکتی کہ اپنے نذیر کو بشیر و نذیر کہہ دے اس نے بھی تو دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور مراحت کر لی دھکی دی ہے اور بنی بھی اس سے زیادہ کرتے ہیں۔ آہ نواب صاحب کو کون بتائے کہ انہوں نے تو بزم خویش سٹر جناح کی

مواہرہ دینہ بجز نے ”مبصر“ کے نام سے سلم لیگ کے اجلاس دہلی کی روداد پر جو دلچسپ تبصرہ شائع کیا ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اجلاس درخواست ہونے لگا تو صدر استقبالیہ نے رسمی شکریہ ادا کیا۔ اور نواب بہادر یا جنگ نے ایک گھنٹے کے قریب تقریر کی تقریر کیا تھی سٹر جناح کی شان اقدس میں قصیدہ منشور۔ ایک موقع پر جذبات عقیدت کے سیلاب میں بہتے ہوئے نواب نے فرمایا:-
لوگو! تمہارا قائمہ بشیر بھی ہے اور نذیر بھی اگر نبوت فتم نہ ہو چکی ہوتی تو تمہارے اس نذیر و بشیر کی شان فیوں جیسی تھی۔ مگر اب بھی مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب نور کرنے کے بعد ان کی شان فیوں کے عامل ہے۔
اگر مبصر نے روایت کرنے میں دیانت سے کام لیا ہے تو ہم نواب صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے کہ حضرت اس

اسلام کی توفیق بخشہ۔ (مسلمان)۔